Al'Ahnaaf Books

اہل حدیث اور انگریز

مؤلف

مولانا بشیر احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

سابق شیخ الحدیث

جامعہ قاسم العلوم فقیروالی

﴿ناشر﴾

ادارہ خدام احناف لاہور

Http://www.alahnaaf.com

فہرست

مقدمہ ۳
ہندوستان میں غیر مقلدین کا ظہور ۹
غیر مقلد عالم محمد شاہ جہانپوری سے تائید ۱۷
غیر مقلدین کا نومولود ہونا ۱۹
غیر مقلدین اور انگریز کی خدمات ۲۳
میاں نزیر حسین کا اجمالی تعارف ۲۳
جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا پس منظر ۲۵
میاں صاحب کی مجاہدین ۱۸۵۷ء سے غداری ۲۷
اپنوں کی غداری سے انگریز کا دہلی پر قابض ہونا ۲۸
جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں غیر مقلدین کا کردار ۳۱
میاں صاحب کا انگریزی خدمات کے صلہ میں شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز ہونا ۳۷
نواب صدیق حسن خاں کے کارنامے ۴۳
نواب صدیق حسن خاں اور انگریز ۴۳
انگریز کی اطاعت غیر مقلدین کے نزدیک سب واجبوں سے بڑا واجب ہے ۴۴
انگریز کے خلاف جہاد کرنا سخت نادانی ہے ۴۵
سرکار انگریزی کی مخالفت قطعاً ناجائز ہے ۴۵
غیر مقلدین اور مجاہدین ۱۸۵۷ء ۴۷
مجاہدین ۱۸۵۷ء نواب صاحب کی نظر پر قہر میں ۴۸
۱۸۵۷ء کا جہاد شرعی جہاد نہ تھا ۴۹
مجاہدین جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سب کے سب حنفی تھے ۵۰
غیر مقلدین اور مجاہدین ہزارہ ۵۲
مجاہدین بالاکوٹ کون تھے؟ ۵۲
مجاہدین بالاکوٹ شریر اور فسادی تھے ۵۴
مجاہدین بالاکوٹ سے نفرت تقاضائے ایمانی ہے ۵۴
مولانا محمد حسین بٹالوی ۵۵
غیر مقلد اور منسوخی جہاد ۵۵
جہاد کی منسوخی پر رسالہ لکھنے کی تفصیل بٹالوی صاحب کی زبانی ۵۶
بٹالوی صاحب کا اپنے رسالہ کو مرزا غلام احمد کے رسالہ پر ترجیح دینا ۵۸
تنسیخ جہاد اور نواب صاحب کی تائید ۵۸
الاقتصاد فی مسائل الجہاد تمام غیر مقلدین کی متفقہ اور مصدقہ کتاب ہے ۵۹
مولوی عبدالوہاب ملتانی اور انگریز ۶۳
غیر مقلدین کی انگریز سے وفاداری ۶۴
انگریزی خدمات کے عوض اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ ۶۶
ترجمہ درخواست الاٹمنٹ نام اہلحدیث ۶۹
غیر مقلدین اور انگریز کے حضور سپاسنامہ ۷۳
بٹالوی صاحب اور انگریز سے حصول جاگیر ۸۷
بٹالوی صاحب اور مرزا غلام احمد ۸۸
دو بچھڑے ہوئے دوستوں کا ملاپ ۹۰
مرزا صاحب کا چینیا نوالی مسجد میں قیام ۹۱
بٹالوی صاحب کا مرزا کو بام عروج پر پہنچانا ۹۲
اجمالی خاکہ ۱۰۱

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں۔ صبح قیامت تک آپ کی شریعت دنیاء انسانیت کو اپنے نور سے منور کرتی رہے گی۔ آپؐ چونکہ آخری پیغمبر تھے اس لئے شریعت مقدسہ کی ترویج واشاعت اور اس کو پھیلانے کا کام آپؐ نے امت کے سپرد کیا۔ حجۃ الوداع کے خطبہ میں آپؐ نے وہاں پر موجود اعیان امت حضرات صحابہ کرام کو فرمایا کہ اس دین کو غائبین تک پہنچائیں۔ چنانچہ وہ حضرات دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے اور دین حق کی اشاعت میں بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ ان لوگوں کے نزدیک دین جسم و روح کی وہ غذا تھی جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ ان حضرات کے تربیت یافتہ حضرات جنہیں اصطلاحی زبان میں تابعین کہا جاتا ہے، انہوں نے بھی اسی سرگرمی کا مظاہرہ کیا اور یہ سلسلہ اللہ کے فضل سے اب تک جاری ہے۔ صدر اوّل ہی میں بعض طبقات ایسے پیدا ہو گئے تھے جن کا کام دین اسلام کی مخالفت اور دینی قدروں کی پامالی تھا۔ ان طبقات میں روافض کو بنیادی حیثیت حاصل ہے جن کا خمیر یہود

سے اٹھا تھا۔ آگے چل کر انہوں نے خاندان نبوت کی عقیدت کا روپ دھار کر ملت کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔ حالانکہ جناب رسالتمآب ﷺ صاف صاف لفظوں میں یہ بات فرما گئے کہ دین اسلام ہی اصل چیز ہے۔ حسب ونسب کی کوئی حیثیت نہیں اور خود رب محمدؐ نے "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" میں یہی بات ارشاد فرمائی روافض کا سلسلہ جاری رہا۔ ان میں سے مختلف شاخیں نکلتی رہیں جن میں خوارج وغیرہ شامل ہیں۔ ان طبقات نے فکری کج روی و گمراہی کا وہ دھندا شروع کیا کہ پناہ بخدا۔ ان کی اس روش سے ملت کو مختلف مواقع پر خاصا نقصان اٹھانا پڑا تاہم اہل حق کا قافلہ جنوں رواں دواں رہا اور ہے۔ کیونکہ جناب رسالتمآب علیہ السلام نے ایک ایسے گروہ کی حدیث میں خبر کر دی ہے جو ہزار مخالفتوں کے باوجود اپنا سفر جاری رکھے گا۔ اور اس کا مقصد صرف اور صرف دین کا غلبہ اور سربلندی ہوگا۔ روافض وخوارج کی طرح دور آخر میں اس قسم کے طبقات موجود ہیں جن کا کام یہی ہے کہ ملت میں انتشار وافتراق پیدا کرتے رہو۔ اور اہل حق کو چین سے نہ بیٹھنے دو۔ ان عناصر کا طریق واردات بڑا عجیب وغریب ہوتا ہے۔ وہ بظاہر بڑے معصوم بن کر سامنے آتے ہیں لیکن ان کی معصومیت ہزار فتنوں کا باعث ہوتی ہے۔ برصغیر جو حضرات صحابہ

کرام کے ورود مسعود سے ہی اسلام کی نورانیت سے منور ہو چکا تھا۔اس میں مختلف مواقع پر بعض عجیب وغریب فتنوں نے جنم لیا جن میں دور آخر کا فتنہ غیر مقلدیت انتہائی اہم ہے۔ یہ فتنہ جس کے کار پرداز اپنے آپ کو اہلحدیث کے نام سے متعارف کراتے ہیں برصغیر کے سوا کہیں بھی موجود نہیں۔دنیاء اسلام میں ہندو پاک کا ایک خطہ ہی ایسا ہے جہاں یہ حضرات بڑی محدود تعداد میں موجود ہیں۔ ہمارے یہاں کے غیر مقلدین کسی نہ کسی طرح سعودی عرب میں جا پہنچتے ہیں اور وہاں اپنے آپ کو سلفی اور امام ابن تیمیہ کا مقلد ظاہر کر کے ان سے لاکھوں روپیہ بٹورتے ہیں۔ درانحالیکہ سعودی عرب والے امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں۔غیر مقلدیت سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں۔اس فرقہ کی عمر ایک صدی سے بھی کم ہے جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ ایک جدید فرقہ ہے کیونکہ پہلے یہ لوگ موحد کہلاتے تھے پھر محمدی کہلانے لگے۔ یہ نام اچھے معلوم نہ ہوئے تو پھر انہوں نے ۱۸۸۸ء میں اپنے فرقہ کیلئے انگریز سے اہلحدیث نام الاٹ کرایا۔اگر آپ اس فرقہ کی تاریخ پڑھیں تو آپ کو عجیب وغریب قسم کے انکشافات ہوں گے۔ دعویٰ تو اہلحدیث ہونے کا ہے لیکن حالت یہ ہے کہ نیچریت، انکار حدیث، قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے

بانی، غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اس کیساتھ ہی اگر آپ ان کی علمی خدمات کا جائزہ لیں تو چند اختلافی مسائل پر زور تحقیق صرف کرنا اور اساطین امت بالخصوص سیدنا امام ابوحنیفہ قدس سرہ پر طعن وتشنیع کرنا ہی کمال سمجھا جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جب یہاں انگریز نے اپنے ظالمانہ پنجے گاڑے تو جن طبقات نے بطور خاص اس کے ساتھ تعاون کیا اور اسے امداد بہم پہنچائی ان میں یہ حضرات خاص طور پر شامل ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بے پناہ لٹریچر کے ذریعہ انگریز کے ساتھ تعاون وحمایت کی تبلیغ کی۔ اب طوطا چشمی یہ ہے کہ مجاہدین حریت بالخصوص شہداء بالاکوٹ کے بزعم خویش سب سے بڑے وارث ہیں۔ حالانکہ وہ تمام حضرات مقلد تھے اور امام ابوحنیفہؒ کی فقہ پر عمل پیرا تھے۔ ان تمام تر حقائق کے باوجود اب یار لوگ اس قسم کا لٹریچر چھاپ رہے ہیں جس سے یہ تاثر دینا مقصود ہے کہ تحریک آزادی کے اصل راہنما گویا وہی ہیں۔ حالانکہ ان کے دامن، خونِ شہداء کی سرخی سے رنگین ہیں اور قدیم وجدید لائبریریاں اس لٹریچر سے اٹی پڑی ہیں جن میں انگریز کی خدمت وچاکری پر فخر کیا گیا ہے اور انگریز عورتوں کو گھر میں چھپانے اور پناہ دے کر انعامات حاصل کرنے کے طول وطویل قصے ہیں۔

کراچی کے ایک صاحب محمد مبارک نامی جو کسی کالج میں پروفیسر ہیں نے ''تحریک مجاہدین اور علماء احناف'' کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا جس میں جنگ آزادی کا کریڈٹ غیر مقلدین کو دینے کی کوشش کی گئی ہے اور علماء احناف کو اس بارے میں صفر بتایا ہے اور اس میں ''اعلیٰ حضرت'' کے خدام کی طرح تاریخ مرتب کرنے کی بجائے تاریخ گڑھنے کی سعی نا مشکور کی گئی ہے۔

اس سنگین صورت حال کا نوٹس لینا از بس ضروری تھا لیکن ابھی انتظار تھا کہ کون مرد غیب ہے جو یہ خدمت سرانجام دیتا ہے کہ قدیم ریاست بہاولپور کے ایک دور دراز قصبہ فقیر والی کی مشہور درس گاہ مدرسہ قاسم العلوم کے مدرس ہمارے محترم کرم فرما مولانا بشیر احمد قادری نے یہ کتابچہ مرتب کیا جس کی حیثیت ''زبان میری ہے بات ان کی'' کے مصداق ہے۔

مبارک صاحب اور دیگر غیر مقلدین نے اس مسئلہ میں جو ژاژ خائی کی ہے اس کا انتہائی سنجیدگی سے جائزہ لیا گیا ہے اور اس فرقہ کے عمائدین نواب صدیق حسن خاں، میاں نذیر حسین دہلوی، مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جیسے حضرات کی تحریرات سے ان حضرات کو اپنا آئینہ دکھایا ہے۔ پروفیسر مبارک صاحب

نے اپنے ہی طبقہ کی ایک ذیلی شاخ امام جماعت غربا اہلحدیث مولوی عبدالوہاب ملتانی کے متعلق لکھا ہے کہ انگریز کو خوش کرنے کے لئے انہوں نے امامت کا دعویٰ کیا اور امت مسلمہ میں انتشار پھیلانے کی کوشش کی۔ لیکن آپ کو قادری صاحب کے اس رسالہ کے ذریعہ پتہ چل جائے گا کہ ''ایں خانہ ہمہ آفتاب است''

اگر ملت کے اس نازک موڑ پر غیر مقلدین حضرات اپنی روایات کو بھلا کر ملت کے قافلہ میں شریک ہو جاتے تو شاید ہمارے مخلصین کو جواباً قلم نہ اٹھانا پڑتا لیکن جھوٹ کی تاریکی کو دور کرنے کیلئے حق و صداقت کی روشنی سے دنیا کو آگاہ کرنا بہرحال ایک مذہبی، قومی اور ملی فرض ہے۔ جس کی طرف قادری صاحب نے توجہ دی ہے۔ احقر جیسے ہیچ میدان کو ابتدائی سطور لکھنے کا حکم دیا۔ گو میں اس قابل نہ تھا لیکن ان کے حکم کی تعمیل میں یہ سطور سپرد قلم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرماوے۔

محمد سعید الرحمٰن علوی مدیر خدام الدین لاہور

۷/ربیع الثانی ۹۹ھ۔ ۶/مارچ ۱۹۷۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان میں فرقہ غیر مقلدین کا ظہور

سارے عالم اسلام میں غیر مقلدین کا فرقہ باقاعدہ جماعتی رنگ میں نہ کبھی پہلے تھا اور نہ ہی اب موجود ہے۔صرف ہندوستان ایک ایسا ملک ہے۔جس میں یہ فرقہ کہیں کہیں پایا جاتا ہے، لیکن ہندوستان میں بھی انگریز کی حکمرانی سے قبل اس گروہ کا کہیں بھی نام ونشان تک نہ تھا۔

ہندوستان میں اس فرقہ کا ظہور و وجود، انگریز کی نظر کرم اور چشم التفات کا رہین منت ہے۔ ہندوستان میں جب انگریز نے اپنے منحوس قدم جمائے تو اس نے مسلمانوں میں انتشار وخلفشار اختلاف وافتراق اور تشتت ولامرکزیت پیدا کرنے کے لیے ”لڑاؤ اور حکومت کرو“ کے شاطرانہ اصول کے تحت یہاں کے باشندگان کو مذہبی آزادی دی۔جس کے پردے میں مذہبی آزاد خیالی اور ذہنی آوارگی کو پروان چڑھانے میں اپنے تمام وسائل کو بروئے کار لایا، کیونکہ وہ ابلیس سیاست تھا، بناء بریں وہ بخوبی جانتا تھا کہ مذہبی آزاد خیالی ہی تمام فتنوں کا منبع، مصدر اور سرچشمہ ہے، اس مذہبی آزادی کے نتیجہ میں فرقہ غیر مقلدین ظہور پذیر ہوا۔ پھر اس فرقہ کے بطن فتنہ

پرور سے فتنہ نیچریت فتنہ انکار حدیث اور فتنہ مرزائیت اور فتنہ اباحیت وتجدد پسندی نے جنم لیا۔ (اس کی تفصیل احقر کے ایک دوسرے رسالہ ترک تقلید کے بھیانک نتائج میں ملاحظہ فرماویں)

مذہبی آزادی کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص جو مذہب چاہے، اختیار کرے، اپنی سمجھ اور فہم کے مطابق قرآن وحدیث کا جو مطلب چاہے بیان کرے، قرآن وحدیث کے الفاظ کو غلط معانی پہنائے ان کے مفاہیم کو مسخ کرے اور ان کے مضامین کا حلیہ بگاڑے اس کو کوئی پوچھنے والا نہ ہو چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب اس بارے میں انگریز سرکار کے حضور خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"کتب تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو امن و آسائش وآزادگی اس حکومت انگریزی میں تمام خلق کو نصیب ہوئی کسی حکومت میں بھی نہ تھی (یعنی انگریز سے قبل عالم اسلام کے سلاطین مثلاً؟ سلجوتی عثمانی سلاطین، وغیرہم کے ادوار حکومت اس امن وآسائش اور آزادگی مذہب سے خالی تھے) اور وجہ اس کی سوائے اس کے کچھ نہیں سمجھی گئی کہ گورنمنٹ نے آزادی کامل

ہر مذہب والے کو دی“۔[1]

دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

اور یہ لوگ (غیر مقلدین) اپنے دین میں وہی آزادگی برتتے ہیں، جس کا اشتہار بار بار انگریزی سرکار سے جاری ہوا۔[2]

ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ:

اور (مقلدین) چاہتے ہیں کہ وہی تعصب مذہبی و تقلید شخصی اور ضد و جہالت آبائی جو ان میں چلی آتی ہے، قائم رہے اور جو آسائش رعایا ہند کو بوجہ آزادگی مذہب گورنمنٹ نے عطا کی وہ اٹھ جائے۔[3]

گویا کہ غیر مقلدین انگریز کی عطا کردہ آزادی مذہب کے نتیجہ میں پیدا ہونے اور انگریز کے اغراض و مقاصد اور خواہشات کی تکمیل کے لیئے آگے بڑھے، اور باطل کے مختلف محاذوں سے شجر اسلام پر خشت باری اور قلعہ اسلام پر گولہ باری کے لیئے انہوں نے برضاء ورغبت اپنی خدمات پیش کیں اور انگریز کے حضور حاضر ہو کر کہا کہ ہم فدویان آنجناب کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔ صرف جناب کے اشارہ ابرو کی ضرورت ہے۔

---

[1] ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۶ [2] ترجمان وہابیہ صفحہ ۲۲ [3] ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۱۰

چنانچہ انگریز کے اشارہ سے یہ لوگ باطل کے تین محاذوں پر ڈٹ گئے اور انگریز کی خواہشات کی تکمیل میں ہر امکانی سعی بروئے کار لائے، ان تین محاذوں کی تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) تقلید کی برکت سے جو جھوٹے فرقے اور باطل گروہ زیر زمین دفن ہو گئے تھے، ان میں ایک اہم فرقہ معتزلہ کا تھا، یہ فرقہ قرآن و حدیث کی تحریف میں سب سے نمایاں تھا، انگریز نے ہندوستان میں اپنے اقتدار کو استحکام بخشنے اور مسلمانوں میں خلفشار پیدا کرنے کے لیے اس فرقہ کے احیاء کی ضرورت محسوس کی، اس مقصد کی تکمیل کے لیے احناف میں تو اس کو کوئی موزوں آدمی نہ ملا تو اس کی عقابی نگاہوں نے غیر مقلدین میں سے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جو اس کام کے لیئے نہایت موزوں و مناسب تھا وہ آدمی کون تھا؟

سید بانی علی گڑھ کالج، سرسید نے کہا کہ حضور یہ فدوی بڑا خوش بخت ہے کہ جناب والا کی نظر انتخاب اس حقیر پر تقصیر پر پڑی ہے۔ چنانچہ سرسید نے، نیچریت کے نام سے ایک فرقہ کی بنیاد رکھی، جس نے فرقہ معتزلہ کی تحریفات کو نئے انداز، نئے اسلوب اور نئے عنوان سے خوشنما اور دلکش الفاظ میں امت کے معدے

میں اتارنے کی سعی نامشکور کی اور اس سلسلہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی بناء پر "سر" کے خطاب سے نوازے گئے۔

(۲) قرآن کریم کے صحیح مفہوم کو متعین کرنے کے لیے احادیث سے بڑی مدد ملتی ہے، بلکہ احادیث کے بغیر قرآن کریم کا سمجھنا ناممکن ہے۔ انگریز اس کا متمنی تھا کہ ہندوستان میں کوئی ایسا فرقہ وجود میں آئے جو احادیث کے بغیر قرآن کریم کو سمجھنے کا دعویدار ہو اور احادیث کی ضرورت واہمیت سے انکاری ہو اور اس سلسلہ میں نہایت لگن، محنت اور کوشش وکاوش سے خدمات سرانجام دے اہل سنت والجماعت سے تو اس کو کوئی ایسا فرد نہ مل سکا جو اس کی توقعات پر پورا اترتا اور اس کے اغراض ومقاصد کی تکمیل میں کوشاں اور ساعی ہوتا۔

اس مقصد کے لئے بھی غیر مقلدین نے اس کو چند نہایت موزوں افراد فراہم کیئے، یہ تھے لاہور کی چینیانوالی مسجد کے خطیب، عبداللہ[۱] چکڑالوی، احمد دین بگوی، اسلم جیرا[۲] جپوری، نیاز فتحپوری[۳] اور ان کے اتباع واذناب یہ اشخاص انگریز کی آرزوں،

---

[۱] عبداللہ چکڑالوی پہلے غیر مقلد تھا۔ (موج کوثر ص ۵۲)

[۲] اسلم جیراجپوری بھی ابتداً غیر مقلد تھا۔ (نوادرات ص ۳۷۱)

[۳] نیاز فتحپوری پہلے غیر مقلد تھا۔

خواہشوں اور تمناؤں کو عملی جامہ پہنانے کے لیئے نہایت تیزی سے آگے بڑھے، اور فرقہ انکار حدیث کی بنیاد رکھی اور انکار حدیث پر جھوٹے دلائل تراشنے اور غلط براہین وضع کرنے میں انہوں نے اپنی عمریں کھپادیں اور بہت سے سادہ لوح افراد کو صراط مستقیم سے بھٹکانے میں کامیاب ہوگئے۔

(۳) اس کے بعد انگریز اس کا خواہاں اور متمنی تھا کہ پیر پرستوں کے علاقہ پنجاب سے کوئی نبی کھڑا کیا جاوے، جو لوگوں کو اپنے دام نبوت میں پھنسا کر گمراہ کرے اور امت مسلمہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرے اور اس کا شیرازہ منتشر کر کے ان کو باہم دست و گریباں کرے۔

اگرچہ پنجاب میں بیشمار گدیاں تھیں اور ان میں بعض خامیاں بھی تھیں، لیکن تقلید کی نکیل اور مہار انگریز کے راستہ میں سد سکندری بن کر حائل تھی، اس گندے مقصد اور غلیظ کام کے لیئے بھی انگریز کو موزوں آدمی ملا تو غیر مقلدیت کی گندی کان سے یہ شخص تھا، مرزا غلام احمد قادیانی،[۱] جس نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھ کر امت مسلمہ کی کمر میں خنجر پیوست کیا۔

۱؎ مرزا قادیانی بھی ابتداً غیر مقلد تھا (مجدد اعظم جلد۲ ص ۱۳۴۲)

(۴) مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ پورا عالم اور کامل العقل نہیں تھا، اس میں علمی اور عقلی خامیاں تھیں، اس کو سہارا دینے کے لیئے کسی پختہ کار عالم اور ہوشیار و شاطر اور گھاگ قسم کے سیاستدان کی ضرورت تھی۔ اس کو سہارا دینے کے لئے بھی انگریز نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی اور ملک کی تمام جماعتوں کا بنظر غائر جائزہ لیا، مگر کسی جماعت میں اس کو کوئی موزوں آدمی نظر نہ آیا، مرزا صاحب کو سہارا دینے کے لئے بھی انگریز نے غیر مقلدیت کے بطن سے ایک نہایت مناسب شخص کا سراغ لگا لیا۔

یہ تھا بھیرہ کا مشہور غیر مقلد[1] عالم حکیم نور الدین بھیروی جو مرزا صاحب کی تائید کے لئے انگریز کے اشارہ سے آگے بڑھا، اور اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے مرزا صاحب کا دست و بازو بنا، احمدی جماعت کی ترقی و استحکام کے لئے پالیسیاں وضع کرنے میں اس کا عیار ذہن کارفرما تھا۔ اب ہم غیر مقلدین کے اکابر علماء اور اعاظم فضلاء کی عبارات کے اقتباسات سے یہ حقیقت واضح اور الم نشرح کریں گے کہ سارے ہندوستان میں انگریز کے تسلط سے قبل غیر مقلدوں کا نام و نشان تک نہ تھا، اور

---

[1] حکیم نور الدین بھیروی بھی پہلے غیر مقلد تھا (تاریخ احمدیت جلد ص ۶۹ و ۷۰)

یہاں سرکاری سطح پر حنفی مسلک رائج و نافذ تھا، ہندوستان کے ملوک وسلاطین، امراء ووزراء، علماء وفقہاء فصحاء، وبلغاء محدثین ومفسرین مدققین ومحققین سب کے سب حنفی مسلک سے متعلق تھے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہم غیر مقلدین کے مجدد نواب صدیق حسن خاں صاحب کی رائے پیش کرتے ہیں۔

نواب صاحب لکھتے ہیں

''خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے، چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں۔اس وقت سے آج تک (انگریز کی آمد تک) یہ لوگ مذہب حنفی پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل اور قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک جم غفیر نے مل کر فتاویٰ ہندیہ جمع کیا اور اس میں شاہ عبدالرحیم صاحب والد بزرگوار شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی بھی شریک تھے''[1]

اسی کتاب میں نواب صاحب دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

---

[1] ترجمان وہابیہ صفحہ ۲۰۔

”ہندوستان کے مسلمان ہمیشہ سے مذہب شیعی یا حنفی رکھتے ہیں“۔[1]

نواب صاحب کی مذکورہ عبارات سے ثابت ہوا کہ ہندوستان میں اسلام کے ظہور سے لیکر انگریزی حکومت کے تسلط و تغلب تک یہاں کے اکثر باشندے مذہب حنفی کے پیروکار اور اس پر عامل و کاربند تھے اور کچھ لوگ شیعی مسلک کے حامل اور اس پر عامل تھے۔ ان دو مسالک کے سوا کسی تیسرے فرقہ کا ہندوستان میں نشان تک نہ تھا۔ اگر غیر مقلدین بھی یہاں شروع سے موجود ہوتے تو نواب صاحب یقیناً اور لازماً ان کا تذکرہ بھی کرتے۔

نواب صاحب نے قطعی طور پر ہندوستان میں اس فرقہ کے قدیماً پائے جانے کی صریح الفاظ میں نفی کر دی ہے۔ اس لئے اب اس بارہ میں کسی چوں و چرا کی گنجائش نہیں۔

اس کی تائید غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی محمد شاہ شاہجہانپوری سے

مولانا موصوف غیر مقلدین کے مایہ ناز اور مشہور عالم و محقق ہیں۔ یہ اپنی مشہور کتاب ”الارشاد الیٰ سبیل الرشاد“ میں

---

[1] ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۰۶۔

ہندوستان میں اپنے فرقہ کے نومولود ونو خیز ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں"۔

پچھلے زمانہ میں شاذ ونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں، مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے۔ بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔

اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا موحد کہتے ہیں۔ مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے"۔[1]

مولانا موصوف کی اس تحریر سے بھی معلوم ہوا کہ اگر یہ فرقہ ہندوستان میں قدیم سے چلا آرہا ہوتا تو لازماً لوگ اس کے افکار و نظریات اور اس کے خیالات وحالات سے واقف ہوتے اور اس فرقہ کے لوگ اہالیان ہند کے لئے نامانوس وناآشنا نہ ہوتے۔

اس کی تائید مزید غیر مقلدین کے شیخ الکل فی

---

[1] الارشاد الی السبیل الرشاد ص ۱۳۔

الکل شمس العلماء مولانا نذیر حسین دهلوی کے استاد اور خسر مولا اعبدالخالق صاحب کے قلم سے:

مولانا موصوف اپنی مشہور کتاب ''تنبیه الضالین'' میں اس فرقہ کے نواحداث (نو پیدا) ہونے پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''سو بانی مبانی اس فرقہ نواحداث (غیر مقلدین) کا عبدالحق بنارسی ہے۔ جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین (سید احمد شہیدؒ) نے ایسی ہی حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علماء حرمین شریفین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا مگر کسی طرح وہاں سے بچ نکلا۔

غیر مقلدین کا نومولود ہونا ایک اور انداز سے

یہ ایک تاریخی اور مسلمہ حقیقت ہے کہ جو چیز، جو جماعت اور جو قوم قدیم سے موجود ہوتی ہے اس کی قدامت کے کچھ آثار ہوتے ہیں اس کے قدیم ہونے کی کچھ علامات اور نشانات ہوتے ہیں جو اس کی قدامت پر دلالت کرتے اور اس کے نومولود ہونے کی نفی کرتے ہیں۔

اس کلیہ اور ضابطہ کی روشنی میں جب ہم غیر مقلدین کے

حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو آفتاب نیم روز کی طرح یہ حقیقت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے کہ یہ فرقہ نوخیز ہے۔

تو سنئے

غیر مقلد حضرات اگر شروع سے برصغیر پاک و ہند میں موجود ہوتے تو ان کے آثارِ قدیمہ پائے جاتے ان کا بسایا ہوا کوئی شہر ہوتا، ان کی تعمیر کردہ کوئی مسجد، کوئی سرائے اور کوئی عمارت ہوتی مثلاً لاہور اس ملک کا قدیم شہر ہے، یہاں چونکہ احناف شروع سے چلے آرہے ہیں اس لئے اس تاریخی شہر میں ان کے آثارِ قدیمہ پائے جاتے ہیں۔

یہاں سید الاولیاء حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مقدس ہے۔ یہاں شاہی مسجد ہے یہاں مسجد وزیر خاں صاحب ہے اور دیگر آثارِ قدیمہ ہیں۔

لیکن اس کے برعکس سارے ہندوستان میں غیر مقلدین کی سب سے پہلی مسجد چینیاں والی مسجد ہے جو انگریزی دور کی یادگار ہے۔

یہ وہی مسجد ہے جس کا خطیب مشہور منکر حدیث عبداللہ چکڑالوی تھا، جو پہلے غیر مقلد تھا اسلاف کو گالیاں دیا کرتا بالخصوص امام اعظمؒ کی شان میں بہت گستاخیاں کیا کرتا تھا جس کی اس پر یہ پھٹکار پڑی کہ قہر الٰہی کی بجلی اس کے خرمن ایمان پر گری اور اس کو جلا

کر خاکستر کر دیا اور منکر حدیث ہو کر مرا۔ سچ فرمایا ہے صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیاً فَقَدْ اٰذَنْتُه بِالْحَرْب** یعنی جو شخص میرے ولی سے عداوت کرے گا اس کو میں اعلان جنگ کرتا ہوں۔

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے ولی کو برا کہے گا جیسا کہ ان لوگوں کا وطیرہ اور طرۂ امتیاز ہے۔

اور سنیئے

امرتسر میں مولانا عبدالجبار غزنوی سے پہلے، بھوپال میں نواب صدیق حسن خاں صاحب سے قبل دہلی میں مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی سے پیشتر، بنارس میں عبدالحق بنارسی سے قبل اور سیالکوٹ میں مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی سے پہلے غیر مقلدیت کا سراغ نہیں ملتا۔

کیا ہے کوئی مائی کا لعل جوان شہروں میں مذکورہ حضرات سے پیشتر کسی غیر مقلد کا وجود ثابت کر سکے۔

ایک اور طرز سے

جس طرح غیر مقلد حضرات ہندوستان میں انگریز کی آمد سے قبل اپنے کسی مدرسہ، کسی مسجد، کسی سرائے اور کسی عمارت کی نشاندہی نہیں

کر سکتے ،اسی طرح یہ حضرات انگریز کے دور سے قبل اپنی کسی تصنیف کسی کتاب حتی کہ کسی رسالہ کی نشاندھی بھی نہیں کر سکتے (اگر چہ اب اس چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے چھ سات سو سال پرانی تاریخ لکھنے کی سازش کرر ہے ہیں) ہمارا ان کو کھلا اور انعامی چیلنج ہے کہ یہ لوگ کسی ایک کتاب کسی ایک تفسیر اور کسی ایک شرح حدیث کی نشاندھی کر دیں جو کسی ایسے شخص نے لکھی ہو جو مقلدین کو مشرک قرار دیتا ہو اور ائمہ مجتہدین کو اپنے سب و شتم کا ہدف بناتا ہو ہل من مبارز۔

حتیٰ کہ یہ لوگ آج تک اپنا نصابی قاعدہ بھی مرتب نہیں کر سکے۔ان کا نصابی قاعدہ "بلوغ المرام" ہے جو ایک شافعی محدث علامہ ابن حجر عسقلانیؒ کی تصنیف لطیف ہے ان کے مدارس میں جو نصاب زیر تعلیم ہے وہ احناف کا مرتب کردہ ہے۔غیر مقلدین اپنے مدارس میں مقلدین کا مرتب کردہ نصاب تعلیم پڑھتے پڑھاتے ہیں اور مقلدین کی لکھی ہوئی شروح اور حواشی کا مطالعہ کر کے اسباق پڑھانے کی تیاری کرتے ہیں۔لیکن ان کی طوطا چشمی کا یہ عالم ہے کہ یہ اپنے درسوں میں انہی مقلد علماء کو اپنی ظالمانہ گالیوں اور گستاخانہ جسارتوں کا ہدف بناتے ہیں۔فیاللعجب ولنسعة الادب.

غیر مقلدین اور انگریز کی خدمات

بفضلہٖ تعالیٰ دلائل و براہین کی روشنی میں یہ حقیقت پوری طرح الم نشرح اور بے نقاب ہو چکی ہے کہ فرقہ غیر مقلدین کا وجود انگریز کی چشم التفات کا رہین منت ہے، انگریز کے دور حکومت سے قبل اس فرقہ کا ہندوستان بھر میں کہیں نام ونشان تک نہ تھا۔

اب ہم غیر مقلدوں کے اکابر و اسلاف اور بانیوں کی انگریز سرکار کی خدمات کا تفصیلی تذکرہ کریں گے۔ تاکہ ان پر انگریز کی نظر التفات کی وجہ واضح ہو جائے۔

سب سے پہلے ہم غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل شمس العلماء مولانا نذیر حسین صاحب کی خدمات پر روشنی ڈالیں گے۔ مولانا کے کارنامے بیان کرنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا موصوف کا اجمالی تعارف پیش کر دیا جائے۔

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کا اجمالی تعارف

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی غیر مقلدین کے بہت بڑے عالم اور پیشوا ہیں۔ غیر مقلد حضرات ان کو مجدد اعظم شیخ الکل فی الکل، شمس العلماء اور آیت من آیات اللہ کے عظیم القابات سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان کو اپنی جماعت کے بانیوں میں شمار کرتے ہیں،

غرضیکہ یہ ان کی بڑی مایہ ناز اور قابل فخر ہستی ہیں۔ غیر مقلدیت کے فروغ اور اشاعت میں ان کی خدمات کو بڑا دخل ہے ان کی زندگی کے پورے ۷۵ سال سلف صالحین پر تنقید کرنے اور ان کے عظیم فقہی و علمی کارناموں میں کیڑے نکالنے اور ان کو اپنے خود ساختہ الزامات کا ہدف بنانے میں صرف ہوئے میاں صاحب قصبہ سورج گڑھ، ضلع مونگیر صوبہ بہار میں ۱۲۲۰ھ کے مطابق ۱۸۰۵ء میں متولد ہوئے اور ایک سو سال کی عمر پا کر ۱۳۲۰ھ میں وفات پا گئے، مولوی عبداللہ روپڑی نے ان کو آیت من آیات اللہ امام زماں، شیخ العرب والعجم کے القاب سے یاد کیا ہے۔ (نتائج التقلید ص ۱۱)

جنگ آزادی ۱۸۵۷ھ میں نہ صرف یہ کہ میاں صاحب نے قطعاً کوئی حصہ نہیں لیا بلکہ اس کو غدر اور ہلڑ سے تعبیر کر کے مجاہدین کرام اور غازیانِ عظام کے جذبات کو پامال اور مجروح کیا، اس دور کے مشاہیر و اکابر اور جید علماء کرام نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ تیار کیا۔ میاں صاحب نے اس پر دستخط کرنے سے بھی انکار کر دیا۔

پھر عین حالت جنگ میں مجاہدین سے غداری کا ارتکاب کرتے ہوئے ایک زخمی میم کو گھر اٹھوا لائے اس کا علاج معالجہ کر کے اس کو انگریز کے سپرد کر کے اس سے اپنی وفاداری کے سرٹیفکیٹ حاصل کیئے۔

تفصیلات

میاں صاحب کے ان کارناموں کی تفصیلات بیان کرنے سے قبل احقر مناسب سمجھتا ہے کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے پس منظر پر اجمالی روشنی ڈال دی جائے۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا پس منظر

مجاہد کبیر بطل جلیل شیخ الاسلام امام راشد حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ اپنی مشہور محققانہ اور مؤرخانہ تصنیف منیف ''نقش حیات'' میں جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں:

جہاں تک احوال وواقعات خبر دیتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ایک تو انگریز اپنی کامیابیوں اور بڑھتی ہوئی قوت کے نشہ میں چور اور بدمست ہو گئے تھے کہ نہ کسی عہد نامہ کا خیال رہا تھا نہ کسی نواب یا بادشاہ کو خیال میں لاتے تھے۔

تمام ہندوستانیوں کو خواہ ہندو ہوں یا مسلمان انتہائی ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ اور بات بات پر تحقیر وتوہین سے بھرے ہوئے کلمات اور اعمال استعمال کرتے تھے جیسا کہ وارن ہسٹنگز کا مقالہ ہے کہ ''انگریز ہندوستان میں آکر ایک نیا انسان بن جاتا

ہے، جن جرائم کو وہ انگلستان میں خیال میں بھی نہ لاسکتا تھا ان کے کرنے کے لیے یہاں صرف انگریز ہونا کافی سمجھا جاتا ہے۔

الغرض جس قدر بھی زمانہ آگے بڑھتا جاتا تھا انگریزی عہد تسکینیاں اور نئے نئے مظالم طرح طرح کے روپ میں ظاہر ہوتے جاتے تھے۔

دوسرے ہندوستانیوں کی ہر قسم کی زندگی روز بروز ایسی ہلاکتوں اور مصیبتوں کے گڑھوں میں گرتی جاتی تھیں کہ جس کا لوگوں کو وہم وگمان بھی نہ تھا۔ گدی نشینوں کو طرح طرح کے میلوں سے برطرف اور محروم کردیا جاتا تھا۔

معمولی معمولی حیلوں بلکہ غلط اور جھوٹے پراپیگنڈوں سے جن کے یورپین لوگ عموماً اور انگریز قوم عادی ہیں، والیان ریاست پر حملہ یا ان کی معزولی عمل میں آتی رہتی تھی وغیرہ وغیرہ حسب قول مشہور ''تنگ آمد بجنگ آمد'' مجبور رہ کر آزادی کے لیے کوشش کرنا ضروری سمجھا گیا نیز وہ لوگ جو سید صاحب کی تحریک میں داخل ہو کر سرحد پہنچے تھے اور وہاں کی لڑائیوں اور جہادی کاروائیوں میں شریک رہے تھے اور بالاکوٹ میں سید احمد کے شہید ہو جانے کے بعد اپنے اوطان کو واپس آئے تھے اور وہ لوگ جو کہ حضرت سید احمد صاحب کے مرید اور ان کی تحریک میں کسی درجہ

میں بھی شریک تھے، ان لوگوں کے قلوب ہمیشہ آزادی کی تڑپ سے بے چین رہے تھے۔

اس لیے تمام ہندوستان کے لوگوں نے عموماً اور مسلمانوں نے خصوصاً اس انقلاب ۱۸۵۷ء کو ضروری سمجھا۔ (نقش حیات صفحہ ۴۴۹ ج ۲)

ان حالات کے پیش نظر اس دور کے دور اندیش، بیدار مغز اور جذبہ جہاد سے سرشار علماء کرام نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ تیار کیا۔ جس پر اس دور کے مشاہیر علماء کرام نے دستخط کیے۔ اس فتویٰ کے شائع ہوتے ہی مسلمانوں کے جذبات میں ایک طوفان برپا ہو گیا۔ اور ان کے ایمانی احساسات کی آگ بھڑک اٹھی۔

مگر افسوس صد افسوس کہ اس دور کے بعض عافیت کوش وقت شناس اور خود غرض علماء نے اس فتویٰ پر دستخط نہ کیے ان دنیا دار اور مصلحت پرست علماء میں سرفہرست غیر مقلدین کے امام مولانا نذیر حسین دہلوی کا نام نامی ہے۔

میاں صاحب کی مجاہدین ۱۸۵۷ء سے غداری اور گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری

میاں صاحب کا سوانح نگار فضل حسین بہاری، میاں صاحب کی سوانح حیات الحیاۃ بعد المماۃ میں ''گورنمنٹ انگلشیہ

کے ساتھ وفاداری'' کا عنوان قائم کر کے لکھتا ہے۔

''یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ میاں صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جب دہلی کے بعض مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریز پر جہاد کا فتویٰ دیا، تو میاں صاحب نے اس پر دستخط کیئے نہ مہر لگائی''۔

وہ خود فرماتے تھے کہ میاں وہ ''ہلڑ'' تھا بہادر شاہی نہ تھی، وہ بیچارہ بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا...... بہادر شاہ کو بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں مگر وہ باغیوں کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے کرتے تو کیا کرتے۔[1]

اپنوں کی غداری سے انگریز کا دہلی پر قابض ہو کر قیامت برپا کرنا

جب اپنوں (مرزا الٰہی بخش، مرزا مغل شہزادہ، اور فتویٰ فروش و عافیت کوش علماء) کی غداری سے ۱۹/ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریز دہلی پر قابض ہو گئے تو انہوں نے انتہائی سفا کی اور بے دردی سے مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ شروع کیا، مسلمانوں پر بے پناہ

---

[1] الحیات بعد الممات ص ۱۲۵۔

مظالم ڈھائے گئے، ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے وحشت و بربریت کے ریکارڈ قائم کئے گئے، جن کے سامنے چنگیز خاں اور ہلاکو خاں کے مظالم کی داستانیں اور ہٹلر و مسولینی کے تشدد کی کہانیاں ماند پڑ گئیں۔

انگریزوں کے ظلم و ستم کی ہلکی سی جھلک ذیل میں ملاحظہ فرمائیے اسپنسر وال لکھتا ہے۔

''وحشی نادر شاہ نے بھی وہ لوٹ نہیں مچائی تھی جو فتح دہلی کے بعد انگریزی حکومت نے جائز رکھی شارع عام پھانسی گھر بنائے گئے اور پانچ پانچ چھ چھ آدمیوں کو روزانہ سزائے موت دی جاتی تھی وال پول کا بیان ہے'' ''تین ہزار آدمیوں کو پھانسی دی گئی، جن میں سے انتیس شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے''۔

مؤلف تبصرہ التواریخ لکھتا ہے کہ:

''ستائیس ہزار مسلمان قتل کئے گئے اور سات دن تک برابر قتل عام جاری رہا'' (شاندار ماضی ص ٦٩)

امام راشد حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی قدس سرہ العزیز انگریز کے بے پناہ مظالم کی تصویر پیش کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''خصوصیت سے مسلمانوں کے ساتھ جوذلت آمیز اور جگرخراش برتاؤ کیا گیا وہ بیان سے باہر ہے''

زندہ مسلمانوں کو سؤر کی کھال میں سلوا کر گرم تیل کے کڑھاؤ میں ڈلوانا، سکھ رجمنٹ سے علیٰ رؤس الاشہاد اغلام کروانا، فتحپوری کی مسجد سے قلعہ کے دروازہ تک درختوں کی شاخوں پر مسلمانوں کی لاشوں کا لٹکانا، مساجد کی بے حرمتی خصوصاً شاہ جہاں جامع مسجد دہلی کے حجروں میں گھوڑوں کا باندھنا، عبادت کی جگہ دفاتر قائم کرنا اور حوض میں وضو کے پانی کی جگہ گھوڑوں کی لید ڈالنا منصف مزاج انگریز بھی اس کی مذمت کے بغیر نہ رہ سکے تفصیل کے لیے دیکھئے انقلاب ۱۸۵۷ء کو تصویر کا دوسرا رخ ترجمہ شیخ حسام الدین (از کتاب مسٹر ایڈورڈ ٹامسن مسمی بہ تصویر کا دوسرا رخ)

(نقش حیات ص ۴۵۷)

اپنوں کی غداری اور ضمیر فروشی سے مسلمانوں کو ان روح فرسا مظالم سے دو چار ہونا پڑا اگر اپنے غداری نہ کرتے تو مسلمانوں کو یہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا۔ ان کی عورتوں کی عصمتیں نہ لٹتیں ان کی مساجد کی بے حرمتی نہ ہوتی۔ ان کی لاشوں کو درختوں کی شاخوں پر نہ لٹکایا جاتا ان کو سؤر کی کھالوں میں سلوا کر گرم تیل کے

کڑھاؤ میں نہ ڈلوایا جاتا، ان سے سکھ رجمنٹ سے سب کے سامنے اغلام بازی نہ کروائی جاتی۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں غیر مقلدین کا کردار

جب مسلمان انگریز سے آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے، اپنی جان، مال اور تن من دھن کی قربانیاں دے رہے تھے، ان حالات میں میاں نذیر حسین صاحب دہلوی سے یہ تو نہ ہو سکا کہ کسی بیمار کی تیمار داری کرتے، یا کسی زخمی مجاہد کی مرہم پٹی کرتے، یا مجاہدین کا اخلاقی اور مالی تعاون کرتے، اس کے بجائے میاں صاحب جنگ آزادی کے دوران یہ گھناؤنا کردار ادا کرتے ہیں کہ انگریز کی خوشنودی اور رضاء حاصل کرنے کے لیے اور اپنے ذاتی مفاد کی خاطر رات کی تاریکی اور سناٹے میں ایک زخمی انگریز خاتون کو اٹھوا کر اپنے گھر لے جاتے ہیں اس کا علاج معالجہ کرتے ہیں، ساڑھے چار ماہ تک اس کو اپنے گھر میں چھپائے رکھتے ہیں۔
جب وہ انگریز خاتون تندرست اور صحت یاب ہو جاتی ہے تو اس کو انگریزی کیمپ میں پہنچا کر مبلغ ایک ہزار تین صد روپیہ نقد اور وفاداری کا سرٹیفکیٹ حاصل کرتے ہیں۔

اس واقعہ کی تفصیل موصوف کے سوانح نگار مشہور غیر مقلد

عالم مولوی فضل حسین بہاری کی زبانی سنیئے ۔ موصوف لکھتے ہیں ۔

''عین حالت غدر میں (جہاد حریت کو غدر سے تعبیر کیا جارہا ہے، فوا اسفا) جبکہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہورہا تھا (سوائے غیر مقلدوں کے) مسز لیسنس ایک زخمی میم کو میاں صاحب رات کے وقت اٹھوا کر اپنے گھر لے گئے، پناہ دی علاج کیا۔ کھانا دیتے رہے۔ اس وقت اگر ظالم باغیوں کو ذرا بھی خبر ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خاناں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی۔

(الحیات بعد الممات ص ۱۲۷)

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اس بارہ میں رقمطراز ہیں:

''غدر ۱۸۵۷ء میں کسی اہل حدیث نے گورنمنٹ کی مخالفت نہیں کی (کیوں کرتے اس کے وفادار اور جان نثار جو تھے) بلکہ پیشوایان اہل حدیث نے عین اس طوفان بے تمیزی میں ایک زخمی یورپین لیڈی کی جان بچائی اور عرصہ کئی مہینے تک اس کا علاج معالجہ کر کے تندرست ہونے کے بعد سرکاری کیمپ میں پہنچا دی''۔ (اشاعت السنہ صفحہ ۲۶ شمارہ ۹ جلد ۸)

مولوی فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:

”ڈاکٹر حافظ مولوی نذیر احمد صاحب (جو کہ میاں صاحب کے قریبی رشتہ دار ہیں) فرماتے تھے کہ زمانہ غدر میں مسز لیسنس زخمی میم کو جس وقت میاں (نذیر حسین صاحب) نے نیم جان دیکھا تو (زار و قطار) روئے اور اپنے مکان میں اٹھا لائے، اپنی اہلیہ اور عورتوں کو ان کی خدمت کے لیے نہایت تاکید کی...... اس وقت اگر باغیوں (مسلمانوں) کو زرا بھی خبر لگ جاتی تو آپ کی بلکہ سارے خاندان کی جان بھی جاتی اور خانماں بربادی میں بھی کچھ دیر نہ لگتی...... امن قائم ہونے کے بعد میم کو انگریزی کیمپ میں پہنچایا جس کے نتیجہ میں آپ کو اور آپ کے متوسلین کو گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے امن و امان کی چھٹی ملی۔ چنانچہ انگریزوں کے تسلط کے بعد جب سارا شہر غارت کیا جانے لگا تو صرف آپ کا محلّہ آپ کی (انگریزی خدمات) کی بدولت محفوظ رہا“ (الحیات بعد الممات ص ۶۷۔۲۷۵ سوانح میاں نذیر حسین صاحب دہلوی)

ناظرین کرام!

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ ایک زخمی نیم جان میم کو دیکھ کر تو میاں صاحب کے دل میں ہمدردی خیر خواہی اور غم خواری کا دریا موجزن ہو جاتا ہے، میاں صاحب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنے لگتا ہے،اور میاں صاحب اس زخمی میم کو اٹھوا کر گھر لے جاتے ہیں س کا علاج معالجہ کرتے ہیں اور اس پر خصوصی نوازشات کی بارش برساتے ہیں۔اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیے۔

میاں صاحب کے سامنے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں وحشت و بربریت کے ریکارڈ قائم کئے جاتے ہیں،عورتوں کی عصمتیں لوٹی جاتی ہیں ان کے پستان کاٹے جارہے ہیں۔ بوڑھوں اور بچوں کو ٹھوکروں سے پامال کیا جا رہا ہے مسلمانوں کی لاشیں درختوں کی شاخوں پر لٹکائی جا رہی ہیں اور میاں صاحب کئی دن تک نیم جان عورتوں، زخمی مردوں اور کٹے پھٹے اعضاء والے بچوں کو دیکھتے ہیں، لیکن ان کی آنکھوں سے ایک آنسو تک نہیں ٹپکتا، مسلمان عورتوں کے گھاؤ دیکھ کر ان کا دل ذرہ بھر نہیں پگھلتا، بچوں اور بوڑھوں کو ناگفتہ بہ حالت میں دیکھ کر ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

ایک انگریز خاتون کے لیے تو میاں صاحب کے دل میں ہمدردی کے چشمے پھوٹنے لگتے اور خیر خواہی اور غم خواری کے سوتے بہنے لگتے ہیں، لیکن مسلمانوں کے لیے یہ چشمے خشک اور یہ سوتے بند ہو جاتے ہیں، اور آنکھوں سے ایک آنسو بہانے کی توفیق نہیں ہوتی آخر کیوں؟ کس لئے؟ کس بنا پر؟

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

میاں صاحب کو انگریز سرکار نے اپنی وفاداری کے سلسلہ میں نمایاں خدمات انجام دینے اور مجاہدین ۱۸۵۷ء سے غداری کے صلہ میں اپنی وفاداری اور خوشنودی کے سرٹیفکیٹ عطا کیے اور تیرہ صد روپیہ نقد انعام دیا اور شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز کیا۔ اب احقر ذیل میں خوشنودی کے سرٹیفکیٹ کے تراجم پیش کرتا ہے۔ (ترجمہ سرٹیفکیٹ وفاداری و خوشنودی از جناب جی ڈبلو جی واٹر فیلڈ صاحب بہادر قائم مقام کمشنر سابق دہلی)

"سو مولوی نذیر حسین اور ان کے پسر مولوی شریف حسین صاحب نے مع دیگر مرحوم خاندان کے مسٹر لیسنس میم کی غدر میں جان بچائی تھی، اس وقت میں یہ اس کو اپنے گھر لے گئے تھے جس وقت وہ زخمی پڑی تھیں۔ سو اپنے مکان میں ساڑھے تین مہینے تک رکھا

آخرسرکاری کیمپ میں پہنچایا...... ان کو دوسو روپیہ ایک مرتبہ اور چار صدر روپیہ ایک مرتبہ انعام ملا اور سات صد روپیہ بوجہ گرنے مکانات کے ملا۔ پس یہ خاندان قابل لحاظ و مہربانی کے ہے''

(دستخط ڈبلو جی وائر فیلڈ قائم مقام کمشنر رسالہ اشاعت السنہ ص۲۹۳ شمارہ ۱۰ جلد ۱۸ الحیات بعد الممات ص ۱۳۲-۱۳۳)

ترجمہ: سرٹیفکیٹ وفاداری از جے۔ڈی ٹریملٹ بنگال سروس کمشنر دہلی کا سپرنٹنڈنٹ۔

''مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے مشکل اور نازک وقتوں میں اپنی وفاداری اور نمک حلالی گورنمنٹ برطانیہ پر ثابت کی ہے۔اب وہ اپنے فرض زیارت کعبہ کے ادا کرنے کو جاتے ہیں۔

امید کرتا ہوں کہ جس کسی افسر برٹش گورنمنٹ کی وہ مدد چاہیں گے وہ ان کو مدد دے گا، کیونکہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔ دستخط جی۔ڈی ٹریلمٹ بنگال سروس کمشنر دہلی ۱۰/اگست ۱۸۸۳ء اشاعت السنہ صفحہ ۲۹۴ شمارہ ۱۰ ج ۱۸ الحیاۃ بعد الممات صفحہ ۱۴۰ امطبوعہ کراچی۔

میاں صاحب کا انگریزی خدمات کے صلہ میں

شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز ہونا

میاں صاحب کے سوانح نگار مولوی فضل حسین بہاری لکھتے ہیں:

''چنانچہ جب شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ انگلشیہ سے (نمک حلالی اور وفاداری اور مسلمانوں سے غداری کے صلہ میں) آپ کو ملا اور اس کا تذکرہ کوئی آپ کے سامنے کرتا تو فرماتے کہ:

''میاں! خطاب سے کیا ہوتا ہے...... دنیاوی خطاب سلاطین سے ملا کرتا ہے یہ گویا ان کی خوشنودی کا اظہار ہے۔ مجھے تو کوئی نذیر کہے تو کیا اور شمس العلما کہے تو کیا میں نہایت خوش ہوں۔ (الحیات بعد المماۃ صفحہ ۴)

اس سے ثابت ہوا کہ انگریز سرکار نے، اپنی خوشنودی کے اظہار کی بنا پر میاں صاحب کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا تھا۔ اور میاں صاحب اس خطاب سے بہت مسرور اور خوش تھے اور اس کو اپنے لیئے موجب فخر اور باعث سعادت تصور کرتے تھے۔

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے زمانہ

میں عام غیر مقلدین کا گھناؤنا کردار

دلائل و براہین کی روشنی میں یہ حقیقت واضح اور آشکارا ہو چکی ہے کہ غیر مقلدین نے انگریز کے تسلط کے بعد ہند میں جنم لیا۔ انگریزی حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھے، اس کے ظل عاطفت میں نشو ونما پائی۔ انگریز کے اشارہ سے غیر مقلدین مسلمانوں میں اختلاف وافتراق کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرنے میں کوشاں ہوئے اور اس سلسلہ میں ہر ممکن مساعی بروئے کار لائے۔ معمولی فروعی مسائل کو اچھال کر مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ بالخصوص میاں صاحب کے زمانہ میں غیر مقلدین، مقلدین کے خلاف جو اشتہار بازی کرتے، اس میں نہایت عامیانہ، سوقیانہ اور بازاری زبان استعمال کی جاتی۔ انہوں نے فقہی اختلافات کو کفر واسلام کا معرکہ بنا دیا۔ غیر مقلدین کا احناف سے بغض وعناد اس درجہ بڑھ گیا کہ اس نے اخلاقی اور انسانی حدود کو بھی پامال اور مجروح کر دیا۔

حضرت مولانا سید عبدالحئ صاحب سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے آج سے تقریباً ۷۵ سال پیشتر دہلی اور اس کے اطراف کا سفر کیا تھا۔ اپنے سفر نامہ میں انہوں نے ایک نہایت

عبرتناک بلکہ شرمناک واقعہ تحریر کیا ہے جس کو پڑھ کر غیر مقلدین کے اخلاقی زوال، ملی انتشار، روحانی خلفشار، مذہبی دیوالیہ پن، شعور کے فقدان اور شرم وحیا کے انعدام کی دردناک تصویر آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔

غیر مقلدین کے دلوں میں احناف کے خلاف تعصب کا جوزہر بھرا ہوا تھا اور بھرا ہوا ہے۔اس واقعہ سے اس کی بخوبی عکاسی ہوتی ہے۔ یہ واقعہ مولانا عبدالحئیؒ صاحب مرحوم کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے۔لکھتے ہیں۔

”یہ واقعہ مولوی عبدالعلی صاحب نے بیان کیا کہ سبزی منڈی یہاں سے بہت قریب ہے۔اس محلّہ میں ایک مولوی صاحب آ کر رہا کرتے تھے، وہ غیر مقلد تھے۔ میاں صاحب (مولانا سید نذیر حسین) کے مدرسین رہتے تھے وہاں کرایہ کا ایک مکان تھا۔اس میں ایک بیوی صاحبہ بھی تھیں۔اس محلے میں ایک کبیر سن (بوڑھے) میاں جی رہتے تھے، وہ پابند اوقات تھے محلّہ کے لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے۔ایک دن ایک بڑھیا نے ان سے آ کر کہا کہ مولوی صاحب کی بیوی نے آپ کو بلایا ہے۔ذری کی ذری سن جائیے۔

میاں جی صاحب گئے۔ پردہ کے پاس بیوی صاحبہ نے

آ کر کہا کہ آپ باخدا آدمی ہیں۔ مجھ کو للہ اس ظالم کے پنجہ سے چھڑا دیجئے۔ انہوں نے کہا خیر ہے؟ اس نے کہا خیر کہاں شر ہے۔

''یہ میرا پیر ہے، میں اس کی مرید میرا خاوند موجود ہے۔

دھوکہ سے مجھ کو نکال لایا ہے میاں جی صاحب کو سن کر نہایت ہی تعجب ہوا اور واقعی تعجب کی بات ہے میں نے یہاں تک جب قصہ سنا تو مجھ کو عجب حیرت ہوئی''۔

مولوی صاحب فرمانے لگے کہ میاں جی نے اس کی تسلی و تشفی کی۔ اس کے بعد چلے آئے لیکن موقعہ کے منتظر رہے۔

ایک دن مولوی صاحب نے خلوت میں کہا کہ مجھ کو تنہائی میں آپ سے ایک راز کہنا ہے۔ بشرطیکہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے۔ آپ تک رہے انہوں نے کہا فرمائیے۔

میاں جی صاحب نے کہا کہ میں بھی آپ کا ہم مذہب ہوں مگر حضرت کیا کیجیے اس محلّہ کے لوگ ایسے سخت ہیں، آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ آدمی مار ڈالتے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔

اگر میں اظہار کروں تو خدا جانے میری کیا حالت ہو، مولوی صاحب نے کہا خیر یہ بہت مناسب ہے۔ آپ اپنا مطلب

کہئے، انہوں نے کہا اصل یہ ہے کہ اس محلّہ میں ایک عورت سے مجھ کو کمال درجہ الفت ہے لیکن اس کا خاوند موجود ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ وہ میرے قابو آجائے اور شریعت میں بھی جائز ہو۔

انہوں نے کہا یہ کوئی دشوار امر نہیں۔

یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحل الدم ہیں (ان کا خون بہانا جائز ہے) ان کا مال مال غنیمت ہے۔ ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں۔ آپ قابو میں لاسکتے ہوں تو شوق سے لائیے۔

انہوں نے کہا بس مجھ کو یہی چاہیے تھا اور وہاں سے چلے آئے دوسرے وقت محلّہ کے عمائد سے یہ قصہ بیان کیا اور یہ شرط کرلی کہ ان کو جان سے نہ ماریں۔

ان لوگوں نے اس عورت کے خاوند کو بلا بھیجا۔ جب مولوی صاحب نماز کے واسطے آگے بڑھے تو ایک شخص نے نہایت درشتی کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا۔ اور نہایت ہی مرمت کی اور خاوند اپنی جورو کو لے کر چلا گیا۔ (دہلی اور اس کے اطراف ص ۵۹ تا ۶۰)

کوئی حد ہے؟ احناف سے بغض وعناد کی، اتنا تعصب و تشدد خدا کی پناہ! احناف کو مستحل الدم، اور ان کی بیویوں کو اپنے

لیے حلال قرار دینے والے، میاں صاحب کے خصوصی شاگرد تھے
اس زمانہ میں غیر مقلدین نے مسجدوں کو تکفیر و تفسیق کا اکھاڑہ بنا دیا۔ مقلدین پر گالیوں کی بوچھاڑ کی جاتی۔ ان کو سب و شتم کا ہدف بنایا جاتا۔ آئمہ مجتہدین کو برے القاب سے یاد کیا جاتا۔

غیر مقلدین رات کے وقت مقلدین کی مسجدوں میں غلاظتیں اور گوشت کے سڑے ہوئے ٹکڑے اور دوسری ناپاک اشیاء پھینک جاتے اور اس کو اسلام کی خدمت ظاہر کرتے جو درحقیقت اسلام کی نہیں انگریز کی خدمت تھی۔

مولانا عبدالحئی صاحب مرحوم اسی سفر نامہ میں دہلی کی جامع مسجد میں ایک غیر مقلد مولوی صاحب کی بدزبانی اور دریدہ ذہنی کا حال بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد جامع مسجد نماز کے واسطے گیا نماز کے بعد جا بجا وعظ ہونے لگا"

منبر پر مولوی محمد اکبر وعظ کہتے ہیں یہ بزرگ حنفیوں کا خوب خاکہ اڑاتے ہیں دل کھول کر تبرّا کرتے ہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہدایہ پڑھانے سے توبہ کی ہے۔

فرماتے تھے کہ آج کوئی ہے جس نے ہدایہ پڑھانے سے توبہ کر کے کلام مجید کی تعلیم شروع کی ہو۔

سب جہنم میں جائیں گے اور ہر ہر بات پر اپنی بڑائی بیان کرتے ہیں ہر آیت کو دہلی اور اپنے اوپر اتارتے ہیں۔

اہل دہلی کو ظالمین ومشرکین سے ملاتے ہیں۔

(دہلی اور اس کے اطراف ص ۶۸ تا ۶۹)

نواب صدیق حسن خاں صاحب کے کارنامے

نواب صدیق حسن خاں صاحب فرقہ غیر مقلدین کے بہت بڑے پیشوا اور امام ہیں، غیر مقلدین میں ان کو مرکزی اور بنیادی شخصیت قرار دیا جاتا ہے، غیر مقلدین ان کو امام السنہ خاتم المحد ثین اور مجدّد ہند کے لقب سے ملقب کرتے ہیں بعض لحاظ سے ان کو ''شیخ الکل فی الکل'' پر بھی فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ نواب صاحب ۱۴/اکتوبر بروز یکشنبہ ۱۸۳۲ء کو بانس بریلی میں پیدا ہوئے۔ اور ۲۹/جمادی الثانی ۱۳۰۷ھ مطابق ۲۰/فروری ۱۸۹۰ء کو فوت ہوئے۔ (مآثر صدیقی جلد ۳ ص ۲۰۰)

نواب صاحب اور انگریز

نواب صاحب نے انگریز کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے بڑے پاپڑ بیلے، مجاہدین ۱۸۵۷ء کی طرف گالیوں کی توپ کا دھانہ موڑ دیا، ان پر لعن طعن کی بوچھاڑ کی ان کو

ظالم، غاصب، فتنہ پرور، شریر، مفسد، نادان، عہد شکن، جاہل۔ اتباع اسلام سے منحرف، گناہ کبیرہ کے مرتکب، بلکہ ایمان سے دور اور خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق قرار دیا۔

مجاہدین ۱۸۵۷ء کے بارے میں نواب صاحب کے خیالات و افکار تفصیلاً نقل کرنے سے پیشتر انگریزی حکومت کے بارے میں نواب صاحب کی رائے عالیہ پیش کی جاتی ہے۔

انگریز کی اطاعت غیر مقلدین کے نزدیک سب واجبوں سے بڑا واجب ہے

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”اور حاکموں کی اطاعت اور رئیسوں کا انقیاد ان کی ملت میں (غیر مقلدوں کے مذہب میں) سب واجبوں سے بڑا۔ واجب ہے“ (ترجمان وہابیہ ص ۲۹)

ناظرین باتمکین!

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ نواب صاحب کیا لاجواب بات فرما گئے ہیں، کہ ظالم، کافر اور دین اسلام کے سب سے بڑے دشمن انگریز کی حکومت کی اطاعت سب فرائض سے بڑھ کر واجب اور ضروری ہے، گویا توحید و رسالت اور معاد وغیرہ کے اقرار اور

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ فرائض سے بھی بڑھ کر یہ فرض ہے کہ انگریزی حکومت کی اطاعت کی جائے تو جو لوگ۔ انگریز کی اطاعت کو فرض نہیں گردانتے وہ سب سے بڑے فرض کے منکر سب سے بڑے واجب سے انکاری ہونے کی وجہ سے دائرۂ ایمان سے خارج ہیں۔فوا اسفی۔

انگریز کے خلاف جہاد کرنا سخت نادانی اور حماقت ہے

نواب صاحب لکھتے ہیں:

”پس فکر کرنا ان لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں، اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جائے اور یہ امن وامان جو آج حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھا دیا جائے سخت نادانی اور بے وقوفی کی بات ہے“ (ترجمان وہابیہ ص ۷)

سرکار انگریزی کی مخالفت قطعاً ناجائز ہے

اور ہندوستان کا دارالاسلام ہونا ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

نواب صاحب رقمطراز ہیں:

”اور کسی شخص کو حیثیت موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہیں کرنا چاہیئے“

(ترجمان وہابیہ ص ۴۸)

کوئی فرقہ انگریز کی خیر خواہی اور وفاداری میں غیر مقلدوں سے بڑھ کر نہیں

کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر خیر خواہ اور طالب امن وامان وآسائش رعایا کا اور قدر شناس اس بندوبست گورنمنٹ کا اس گروہ (غیر مقلدین) سے نہیں ہے۔ (ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۱۴)

۱۸۵۷ء میں جس وقت مقلدین احناف آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے، اور انگریز مسلمانوں کو اپنے ظلم و ستم جور و جفا اور تشدد و بربریت کا تختہ مشق بنائے ہوئے تھا۔ ان دنوں نواب صاحب کی فوجیں ۴ سال تک انگریز کی چھاؤنی میں انگریزی افواج کے دوش بدوش مسلمانوں کے مقابلہ میں ڈٹی رہیں اور نواب صاحب نے اپنی اس وفاداری کے صلہ میں انگریز سے کافی روپیہ اور جائیداد حاصل کی چنانچہ نواب صاحب لکھتے ہیں۔

"حالانکہ جو خیر خواہی ریاست بھوپال وغیرہ نے اس زمانہ میں کی ہے، وہ گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر ہے۔ ساگر وجھانسی تک سرکار انگریزی کو مدد غلہ وفوج وغیرہ سے دی، جس کے عوض میں سرکار نے پرگنہ "بیرسیہ" جمع ایک لاکھ روپیہ عنایت فرمایا۔

چار برس ہوئے جب اشتہار جنگ کابل اجنٹی سے بھوپال میں آیا۔ اسی دن سے نواب شاہ جہان بیگم صاحبہ والئی ریاست نے طرح طرح کے عمدہ بندوبست کیئے۔ اشتہار عام جاری کیا کہ کوئی مسافر ترکی، عربی (جس پر انگریز کی مخالفت کا ذرہ بھی شبہ ہو) شہر میں ٹھہرنے نہ پائے چنانچہ اب تک یہی حکم جاری ہے (حد ہو گئی انگریز پرستی کی) اور اس کی تعمیل ہوتی ہے سرکار گورنمنٹ میں خط لکھا کہ فوج کنجنٹ اور فوج بھوپال واسطے مدد (انگریز کے مسلمانوں کے خلاف) حاضر ہے اور ریاست سپاہ و مال سے واسطے مدد دھی (انگریز کے) موجود ہے مدت تک فوج بھوپال اس چار سال میں اندر نوکری گورنمنٹ کی چھاؤنی سیور میں عرض کنجنٹ کے بجالائی اور خاص میں نے اور بیگم صاحبہ نے واسطے جنگ کابل کے چندہ دیا۔ (ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۱۴-۱۱۳)

غیر مقلدین اور مجاہدین ۱۸۵۷ء

ذیل میں احقر نواب صاحب کی مشہور کتاب ترجمان وہابیہ سے مجاہدین ۱۸۵۷ء کے بارے میں نواب صاحب کے خیالات پیش کرتا ہے۔ جن سے ناظرین بخوبی جان سکیں گے کہ

نواب صاحب مجاہدین ۱۸۵۷ء کے بارہ میں کیا نظریات رکھتے تھے، ان کے دل میں مجاہدین کے خلاف بغض وعناد کی آگ کس قدر شعلہ زن تھی اور یہ مجاہدین حریت سے کس درجہ بیزار اور نفوراور انگریز کی محبت کے نشہ میں کس قدر مست اور چور تھے اور یہ سب کچھ انگریز کی خوشنودی اور دنیوی مفادات ومراعات کے حصول کے لیے تھا مگر شومی قسمت اتنے پاپڑ بیلنے کے باوجود نواب صاحب کی نوابی پھر بھی محفوظ نہ رہ سکی۔

مجاہدین ۱۸۵۷ء نواب صاحب کی نظر پُر قہر میں

غدر کے وقت جب لشکر سرکار انگلشیہ کا باغی ہوا، اور ظلم وتعدی جواُن سے بنا سب کچھ کیا، اس وقت رؤسا ہند جن کو اپنے عہد وقرار کا خیال تھا وہ اپنے قرار پر برقرار ہے اور عہد شکن اور بیوفائی سے برسر کنار اور جس نے ان کے خلاف کیا وہ صرف حاکموں کے نزدیک ہی برا نہیں ٹھہرا بلکہ شیوہ ایمان اور طریقہ ایمان سے دور اور عہد شکن اور بیوفا اپنے دین میں بھی اور مرتکب بڑے گناہ کا سمجھا گیا۔ غرض دونوں جہاں کے نقصان میں گرفتار ہوا۔ (ترجمان وہابیہ ص ۵۴)

مجاہدین جنگ آزادی ناداں، ظالم اور غاصب تھے خلوص نیت وپاکئی طینت سے عاری تھے، اتباع اسلام سے منحرف اور انصاف واجبی سے روگرداں تھے

’’چنانچہ غدر میں جو چند لوگ ناداں عوام فتنہ وفساد پر آمادہ ہوکر جہاد کا جھوٹ موٹ نام لینے لگے اور عورتوں اور بچوں کو ظلم و تعدی سے مارنے لگے اور لوٹ مار پر ہات دراز کیا اور اموال رعایا اور پرایا پر غصباً قابض ومتصرف ہوئے انہوں نے خطائے فاحش کی اور قصور ظاہر۔

ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کسی جماعت اور لشکر میں خلوص نیت اور انصاف واجبی اور تبعیت مذہب اسلام ہو‘‘

(ترجمان وہابیہ ص ۲۴)

۱۸۵۷ء کا جہاد شرعی جہاد نہ تھا

’’جو لڑائیاں غدر میں واقع ہوئیں وہ ہرگز شرعی جہاد نہ تھیں اور کیونکر وہ شرعی جہاد ہوسکتا ہے کہ جو امن وامان خلائق کا اور راحت ورفاہ مخلوق کا حکومت انگلشیہ سے زمین ہند میں قائم تھا، اس میں بڑا خلل واقع ہوگیا‘‘۔

یہاں تک کہ بوجہ بے اعتباری رعایا نوکری کا ملنا محال ہو

گیا اور جان و مال وآبرو کا بچانا محال ہو گیا۔ (ترجمان ص ۳۴)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

''یہ بغاوت جو ہندوستان میں بزمانہ غدر ہوئی اس کا نام جہاد رکھنا ان لوگوں کا کام ہے جو اصل دین سے آگاہ نہیں اور ملک میں فساد ڈالنا اور امن وامان اٹھانا چاہتے ہیں'' (ترجمان وہابیہ ص ۱۰۷)

مجاہدین جنگ آزادی ۱۸۵۷ء سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے

نواب صاحب لکھتے ہیں کہ:

''کسی نے نہ سنا ہو گا کہ آج تک کوئی موحد، متبع سنت حدیث وقرآن پر چلنے والا بیوفائی اور اقرار توڑنے کا مرتکب ہوا ہو۔ یا فتنہ انگیزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا ہو اور جتنے لوگوں نے غدر میں شر وفساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے، نہ متبعان سنت نبوی (غیر مقلد)

(ترجمان وہابیہ ص ۲۵)

نواب صاحب کی مذکورہ تحریر سے جہاں مجاہدین ۱۸۵۷ء

کے بارے میں نواب صاحب کے خیالات و نظریات معلوم ہوئے۔ وہاں یہ حقیقت بھی پوری طرح کھل کہ سامنے آ گئی کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں کسی غیر مقلد نے قطعاً کوئی حصہ نہیں لیا۔ ان میں سے کسی کی نکسیر تک نہیں پھوٹی، ان میں سے کسی کے پاؤں میں کانٹا تک نہیں چبھا۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ یہ احناف کثر اللہ سوادھم ہی تھے جنہوں نے اپنی عظیم سابقہ روایات اور قابل فخر کردار کے پیش نظر انگریز جیسے ظالم و جابر اور مکار و عیار حکمران سے نجات حاصل کرنے کے لیے جرأت و بہادری کے حیرت انگیز، تعجب خیز اور محیر العقول کارنامے انجام دیئے۔ انگریز کے ظالمانہ پنجہ سے رستگاری کے لیے بے خطر جنگ کی آگ میں کود پڑے اور پروانہ وار اپنی جانیں نچھاور کیں اور تاریخ کے اوراق پر شجاعت و تہور کی ایسی درخشندہ و تابندہ داستانیں رقم کیں جو تا قیامت جگمگاتی رہیں گی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(یہ چوری کھانے والے مجنوں ہیں۔ خون دینے والے نہیں یہ شرف ان کی قسمت میں کہاں)

اسرار محبت را ہر دل نبود قابل — در نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

غیر مقلدین اور مجاہدین ہزارہ

نواب صاحب نے جس طرح انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے، اس کا حق نمک ادا کرنے اور اس سے مراعات کے حصول کی غرض سے مجاہدین ۱۸۵۷ء پر سب وشتم کی بوچھاڑ کی، ان کو ظالم، غاصب فتنہ پرداز، عہد شکن جاہل اور ایمان سے دور اور خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق قرار دیا ہے وہاں مجاہدین بالاکوٹ کو بھی نہیں بخشا، انگریز کی وفاداری اور نمک حلالی نے نواب صاحب کو مجبور کیا کہ وہ مجاہدین ہزارہ کو بھی اپنے ظلم وستم کا ہدف بنائیں۔ ان کو فسادی، شریر وغیرہ قرار دیں اور لوگوں کو ان سے متنفر اور بیزار کرنے کے لیے ان پر خود ساختہ الزامات اور جھوٹے بہتانات عائد کریں۔

مجاہدین بالاکوٹ کون تھے؟

مجاہدین ہزارہ جو حضرت الامام السید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمہما اللہ کی زیر قیادت اعلاء کلمۃ اللہ قرآن وحدیث کی تبلیغ واشاعت، سنن کے احیاء، بدعات کے استیصال جاہلانہ رسوم کے مٹانے، مسلمانوں کو سکھوں کے بے پناہ مظالم اور ان کی لوٹ مار سے نجات دلانے اور کمزوروں کی امداد واعانت کے سلسلہ میں سر بکف میدان میں اترے اور اعلاء کلمۃ اللہ کے سلسلہ میں ایسی عظیم

الشان اور فقید المثال خدمات انجام دیں جو تاریخ اسلام کے اوراق پر آفتاب نصف النہار کی طرح درخشاں وتاباں ہیں۔

یہ کون لوگ تھے؟ بدعات ومحدثات سے دور، شرک سے کنارہ کش اور نفور، جذبہ جہاد سے سرشار متقی وعبادت گذار، باعمل و باکردار، مخلص وجاں سپار سرفروش و پاکباز، پرجوش وفدا کار سراپا للّٰہیت اور دیانت دار افراد کا ایک ایسا کارواں جو صحابہ کرام سے بچھڑا ہوا قافلہ معلوم ہوتا تھا حضرت سید احمد شہید کی زیر قیادت اس مخلص و پاکباز اور باعمل و باکردار جماعت نے اپنے اوطان کو خیر باد کہا اہل وعیال کو چھوڑا۔ گھر سے بے گھر ہوئے سفر جہاد کی صعوبتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے اور میدان جہاد کے روح فرسا مصائب، اور جانگداز تکالیف کو کشادہ جبینی سے سہتے ہوئے اسلام کی آن پر قربان ہوگئے۔

مجاہدین بالاکوٹ کی ان عظیم الشان، گرانقدر اور لافانی ملی، مذہبی وقومی خدمات کی وجہ سے ان کو ہر ذی شعور مسلمان نے خراج عقیدت پیش کیا ہے۔ ہر ذی فہم اور دردمند مسلمان کے قلب میں ان کے لیے جذبات محبت کا دریا موجزن ہے۔

لیکن اس کے برعکس ان پاکباز و متقی نفوس کے بارے

میں غیر مقلدین کے خیالات وجذبات ملاحظہ فرما کر بحر حیرت میں غوطہ زن ہوں۔

مجاہدین بالاکوٹ شریر اور فسادی تھے

نواب صاحب ترجمان وہابیہ میں لکھتے ہیں:

"گورنمنٹ ہند کے دیگر فریق اسلام نے یہ دل نشین کر دیا ہے کہ فرقہ موحدین ہند (غیر مقلدین) مثل وہابیان ملک ہزارہ ایک بدخواہ فرقہ ہے اور نیز یہ لوگ ویسے ہی دشمن وفسادی ملک گورنمنٹ برٹش ہند کے ہیں جیسے کہ دیگر شریر اقوام سرحدی بمقابلہ حکومت ہند شرارت سوچا کرتے ہیں۔ (ترجمان وہابیہ ص ٦١)

مجاہدین بالاکوٹ سے نفرت تقاضائے ایمانی ہے

اسی کتاب میں دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔

"چنانچہ لفٹینٹ گورنر صاحب بہادر موصوف نے، اس درخواست کو منظور کیا اور پھر ایک اشتہار اس مضمون کا دیا گیا کہ موحدین ہند (غیر مقلدین) پر شبہ بدخواہی گورنمنٹ ہند عامۃ نہ ہو خصوصاً جو لوگ کہ وہابیان ملک ہزارہ سے نفرت رکھتے ہوں اور گورنمنٹ ہند کے خیر

خواہ ہیں ایسے موحدین مخاطب یہ وہابی نہ ہوں۔

(ترجمان وہابیہ ص ۶۲)

ناظرین کرام! نواب صاحب کے کارنامے ملاحظہ فرمانے کے بعد اب آپ غیر مقلدین کے ایک بہت بڑے عالم اور وکیل اعظم مولانا بٹالوی کی انگریز سرکار کی خدمات کی تفصیلات پڑھ کر محو حیرت ہوں۔

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی

بٹالوی صاحب قبیلہ غیر مقلدین کی ایک نہایت نمایاں، اہم اور عظیم شخصیت ہیں، انہوں نے اپنے رسالہ اشاعت السنہ کے ذریعہ غیر مقلدین اور انگریز کی بے حد خدمت کی انگریز کی وفاداری اور نمک حلالی میں نواب صاحب اور میاں صاحب سے بھی گوئے سبقت لے گئے بلکہ بٹالوی صاحب انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے میں مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی بڑھ گئے جو انگریز کا خود کاشتہ پودہ تھا۔ درج ذیل سطور سے یہ حقیقت بخوبی آشکارا ہوگی۔

غیر مقلدین اور منسوخی جہاد

مشہور محقق و مورخ جناب پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری اپنی محققانہ تاریخی کتاب جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے ص ۶۴

پر رقم طراز ہیں۔

''مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکار برطانیہ کی وفاداری میں جہاد کی منسوخی پر ایک مستقل رسالہ ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' لکھا۔ انگریزی اور عربی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے یہ رسالہ سر چارلس ایچی سن اور سر جیمس لائل گورنران پنجاب کے نام معنون کیا گیا مولوی محمد حسین نے اپنی جماعت کے علماء سے رائے لینے کے بعد ۱۲۹۶ھ میں یہ رسالہ اشاعت السنہ کی جلد دوم شمارہ گیارہ میں بطور ضمیمہ شائع کیا۔ پھر مزید مشورہ وتحقیق کے بعد ۱۳۰۶ھ میں باضابطہ کتابی صورت میں شائع ہوا۔

جہاد کی منسوخی پر رسالہ لکھنے کی تفصیل بٹالوی صاحب کی زبانی

جناب بٹالوی صاحب نے اس داستان کو بڑی تفصیل سے مزے لے لے کر بیان کیا ہے بٹالوی صاحب اپنے اس کارنامہ پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اس قوم (غیر مقلدین) کا وکیل سرکار رسالہ اشاعۃ السنہ عرصہ سات سال سے اپنے متعدد پرچوں میں

گورنمنٹ کی خیر خواہی کے مضامین شائع کر رہا ہے۔
جن میں اصول مذہب اسلام سے وہ ثابت کرتا ہے کہ
برٹش گورنمنٹ سے مسلمانان ہند کو لڑنا اور اس کے
مخالفوں کو مدد دینا جائز نہیں''۔

ان مضامینِ ہفت سالہ کی فہرست جرنل انجمن پنجاب نمبر ا جلد ۵ مطبوعہ ۲۵ دسمبر ۱۸۸۵ء میں شائع ہوئی ہے اور ان مضامین پر گورنمنٹ پنجاب کا اعزاز نامہ متضمن شکریہ بھی ایڈیٹر کے نام صادر ہو چکا ہے۔

اس قوم اہلحدیث کے خادم (محمد حسین بٹالوی) نے اس مضمون میں کہ ''برٹش گورنمنٹ سے کسی مسلمان ہند کو جہاد جائز نہیں'' چہ (جائے کہ فساد) ایک خاص رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' تالیف کیا ہے۔ جس کو ایک یورپ کے جنٹیل مین فاضل جی۔ ڈبلیو ڈاکٹر لیئزر بہادر بانی مبانی یونیورسٹی پنجاب اور پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔[1]

---

[1] اشاعت السنہ ص ۲۶۱ شمارہ ۹۔ جلد ۸۔

بٹالوی صاحب کا اپنے اس رسالہ کو مرزا غلام احمد کے رسالہ (دربارۂ منسوخی جہاد پر ترجیح دینا)

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

”اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور ، ملک کے اور خیر خواہوں (مرزا غلام احمد قادیانی) وغیرہ نے بھی لکھے ہیں۔ لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کسی تالیف میں نہیں پائی جاتی۔

تنسیخ جہاد اور نواب صاحب کی تائید

مشہور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان صاحب، بٹالوی صاحب کے اس رسالہ کی پرزور تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”چنانچہ ۱۸۷۵ء میں مولوی محمد حسین سرگروہ موحدین لاہور (غیر مقلدین کے لیڈر اور سردار) نے بجواب سوال مسئلہ اور اس فتویٰ کے کہ آیا بمقابلہ گورنمنٹ ہند مسلمانان ہند کو جہاد کرنا اور اپنی مذہبی تقلید میں ہتھیار اٹھانا چاہیے یا نہیں، یہ جواب دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ جہاد جنگ مذہبی بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا با بمقابلہ

اس حاکم کے کہ جس نے آزادی مذہبی دے رکھی ہے
از روئے شریعت اسلام عموماً خلاف وممنوع ہے۔

اور وہ لوگ جو بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند یا کسی اس بادشاہ کے جس نے آزادی مذہب دی ہے، ہتھیار اٹھاتے ہیں اور مذہبی جہاد کرنا چاہتے ہیں کل ایسے لوگ باغی ہیں اور مستحق سزا کے مثل باغیوں کے شمار ہوتے ہیں۔ (ترجمان وہابیہ ص ۱۲۰)

الاقتصاد فی مسائل الجہاد تمام غیر مقلدین کی متفقہ اور مصدقہ کتاب ہے

چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خواہوں (مرزا غلام احمد قادیانی) وغیرہ نے بھی لکھے ہیں۔ لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کی کسی تالیف میں پائی نہیں جاتی، وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مؤلف کا خیال نہیں رہا اس گروہ کے عوام وخواص نے اس کو پسند کیا اور اس سے آراء کا توافق ظاہر کیا۔

اس توافق رائے کو حاصل کرنے کے لیے مؤلف (محمد

حسین بٹالوی) نے عظیم آباد سے پٹنہ تک ایک سفر کیا تھا، جس میں لوگوں کو یہ رسالہ سنا کر اتفاق حاصل کیا اور جہاں خود نہیں پہنچا۔ وہاں اس رسالہ کی متعدد کاپیاں ارسال کر کے توافق حاصل کیا اور ۱۸۷۹ء میں بذریعہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ اس رسالہ کے اصل اصول مسائل کو مشتہر کر کے لوگوں کو اس پر متفق کیا۔

(اشاعۃ السنہ ص ۶۲۔۲۶۱ شمارہ ۹ جلد ۸ ۔ ۲۔ ترجمان وہابیہ ص ۱۲۱)

نواب صاحب اس کی تائید و تشریح میں رقم طراز ہیں۔

”پھر مولوی محمد حسین نے اپنے اس دعویٰ اور جواب کی تصدیق میں کل علماء ملک پنجاب و اطراف ہند کے پاس اپنے فتویٰ جوابی کو بھیج دیا اور اچھی طرح سے مشتہر کیا اور کل علماء ہند و ملک پنجاب سے اس بات کی تصدیق میں اقرار مہری اور دستخطی کرا لیا کہ عموماً مسلمانان ہند کو ہتھیار اٹھانا اور جہاد بمقابلہ برٹش گورنمنٹ ہند کرنا خلاف مسئلہ سنت و ایمان موحدین ہے“

اور نیز کل علماء ملک پنجاب و ہند نے تائید قول مولوی محمد حسین کو اس فتویٰ میں بہت سچا اور پکا کہا ہے، اور سب نے اپنی اپنی رضائے اسلامی و ایمانی سے اس فتویٰ کو قبول کیا ہے اور جانا اور مانا ہے کہ

”بمقابلہ گورنمنٹ ہند فرقہ موحدین (غیر مقلدین) کو ہتھیار اٹھانا خلاف ایمان واسلام ہے“

(ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۲۱)

چند قابل غور نکات

(۱) بٹالوی صاحب، نواب صاحب اور ان کے ہم عصر تمام اکابر واصاغر علماء غیر مقلدین نے اسلام کے ایک اہم ترین بنیادی اور اساسی فریضہ (جس کی فرضیت قرآن کریم کے قطعی نصوص اور صحیح، صریح مرفوع اور غیر مجروح احادیث سے ثابت ہے) کو محض انگریز کی خوشنودی اور رضاء کے لیے اور اپنے دنیوی اغراض و مقاصد اور سیاسی مفاد ومراعات حاصل کرنے کے لیے اور انگریز سرکار سے اپنی وفاداری کے سرٹیفکیٹ کے حصول کی غرض سے منسوخ قرار دیا۔ حالانکہ قرآن کریم کے صریح اور شریعت مقدسہ کے کسی واضح حکم کو منسوخ کرنے بلکہ اس میں ادنیٰ ترمیم کا حق بھی کسی شخص کو حاصل نہیں خواہ وہ کتنے بڑے منصب اور مرتبہ پر فائز ہو۔

شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ غیر مقلدین کے اکابر نے محض انگریز کو خوش کرنے اور اپنے دنیوی مقاصد کی تحصیل غرض سے شریعت مقدسہ کے ایک اہم فریضہ کو منسوخ قرار دینے

کی ناپاک جسارت کی۔

(۲) بٹالوی صاحب نے اپنے اس فتویٰ کو خوب مشتہر کیا، پنجاب اور اطراف ہند کے غیر مقلد علماء کے پاس تائید وتصویب اور تصدیق کے لیے بھیجا، اس فرقہ کے سب علماء نے بجائے اس کے کہ بٹالوی صاحب کو لعن طعن کرتے، ان کے اس فعل شنیع پر ان کو ملامت کرتے اور ان کی اس بیجا جسارت اور مذموم حرکت پر تین حرف بھیجتے، اس کے برعکس انہوں نے نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی سے اس ناپاک فتویٰ کی تائید میں اس پر دستخط کیئے، اس پر اپنی مہریں چسپاں کیں، اور ان کو اس فتویٰ میں سچا، پکا اور صادق و صائب قرار دیا اور انگریز کے خلاف جہاد میں حصہ لینے والوں کو ایمان واسلام سے خارج بتایا۔

(۳) گویا یہ فتویٰ بٹالوی صاحب کی انفرادی رائے نہیں، بلکہ اس دور کے ہندوستان کے تمام غیر مقلد علماء کی اجتماعی سوچ کا نتیجہ ہے، اور یہ رسالہ من حیث الجماعت اس فرقہ کے نظریات وافکار اور عقائد وخیالات کا آئینہ دار ہے۔

اب ناظرین کرام غیر مقلدین کے ایک اور بڑے عالم کے کردار کی ہلکی سی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی عبدالوھاب ملتانی کا انگریز کے اشارہ پر امامت کا دعویٰ کرنا

مولوی عبدالوہاب صاحب ملتانی امام جماعت غرباء اہلحدیث غیر مقلدین کے ممتاز عالم ہیں۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی کے شاگردوں میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۱۱ء میں امامت کا دعویٰ کیا۔ اس کے اغراض و مقاصد کیا تھے، اس ادعاء میں کونسا بھید مضمر اور کونسا راز پنہاں تھا غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی محمد مبارک استاد اسلامیات نبی باغ ضیاء الدین میموریل گورنمنٹ کالج کراچی (شاگرد رشید مولوی عطاء اللہ حنیف بھوجیانوی) اس راز سے نقاب سرکاتے ہیں مولانا موصوف مولانا عبدالوہاب صاحب ملتانی کی امامت کے دعویٰ کے اغراض مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

امامت کے دعویٰ کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ تحریک مجاہدین کو نقصان پہنچاؤ، جس سے انگریز خوش ہو۔

۲۔ جماعت میں انتشار۔

۳۔ خود کو نمایاں حیثیت سے پیش کرنا۔

کیونکہ شیخ الکل کے دوسرے تلامذہ کے مقابلے میں

بالکل۔ صفر تھے، دوسرے تلامذہ میں جو صلاحیتیں پائی جاتی تھیں ان سے یہ عاری تھے۔ لہٰذا امامت کا دعویٰ کیا، (علماء احناف اور تحریک مجاہدین ملخصاً ص ۵۲۔۵۱) ایں خانہ ہمہ آفتاب است

مسلمانوں میں انتشار و خلفشار، افتراق و اختلاف اور تشتت ولامرکزیت پیدا کر کے ان کی قوتوں کو مضمحل کرنا، ان کو آپس میں لڑا کر انگریز کی حکومت کو مستحکم و مضبوط کرنا، چونکہ فرقہ غیر مقلدین کا بنیادی مقصد تھا اس لیے اس مقصد کی تکمیل کے لیے ان کے اکابر نے ایک دوسرے سے گوئے سبقت لے جانے کی کوشش کی، عبدالوہاب متانی کا ادعائے امامت بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

غیر مقلدین کی انگریز سے وفاداری و خیر خواہی اور اسلامی حکومت پر ترجیح کی ایک قوی اور روشن دلیل

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

”اس گروہ اہل حدیث کے خیر خواہ و وفادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں

اور اس امر کو اپنے قومی وکیل اشاعت السنہ کے ذریعہ سے (جس کے نمبر ۱۰ جلد ۶ میں اس امر کا بیان ہوا ہے اور وہ نمبر ہر ایک لوکل گورنمنٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا میں پہنچ چکا ہے) گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر اور مدلل کر چکے ہیں جو آج تک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا اور نہ آئندہ کسی سے اس کے ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے''۔

(رسالہ اشاعت السنہ ص ۲۶۲ شمارہ ۹ جلد ۸)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمایا آپ نے غیر مقلدانہ ذہنیت کہ ایک کافر و مشرک، ظالم و جابر اور فاسق و فاجر حکومت کو اسلامی حکومتوں پر ترجیح دی جا رہی ہے۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں ایمانی احساسات کا معمولی سا حصہ بھی ہو وہ قطعاً غیر مسلم اور کافر و ظالم حکومت کو مسلمان حکومتوں پر ترجیح دینے کی سوچ بھی نہیں سکتا، لیکن غیر مقلدین کی جسارت ملاحظہ فرمائیے کہ انگریز کی چاپلوسی اور خوشامد کرتے ہوئے کن پستیوں میں جا گرے ہیں۔ ذہن کی کجی اور ایمان کی کمزوری کی اس سے بڑھ کر کوئی مثال پیش کی جا سکتی ہے؟

مسلمانوں کی تاریخ کے تمام ادوار شاہد عدل ہیں کہ مسلمانوں نے کافر و مشرک اور ظالم و جابر حکومتوں سے گلوخلاصی کے لئے اوران کے پنجہ استبداد سے رہائی حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ عظیم قربانیاں دی ہیں، ان سے جہاد کئے ہیں، ان کی حکومتوں کے زیر سایہ رہنے کو کبھی بھی اسلامی حکومتوں پر ترجیح نہیں دی۔ سوائے منافقوں اور غداروں کے کہ ان کی ہمیشہ سے یہی خواہش رہی کہ مسلمان حکومتیں مٹ جائیں اوران کی بجائے غیر مسلم ظالم حکومتوں کا مسلمانوں پر تسلط ہو ناظرین کرام! آپ خود ہی فرمائیں کہ غیر مقلدین آپ کو کس صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

غیر مقلدین کی انگریزی خدمات کے عوض اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ

مزدور جب نہایت محنت و مشقت، کوشش و کاوش اور لگن و دل جمعی سے اپنے کار مفوضہ کو انجام دے چکتا ہے اوراس بارے میں وہ کسی قسم کی سستی و غفلت اور تکاسل کا روادار نہیں ہوتا تو شام کے وقت اس کا مالک جہاں اپنے حسن انتخاب پر مسرور ہوتا ہے۔ وہاں وہ مزدور کی درخواست پر مزدوری کے علاوہ اسے مزید انعام و اکرام سے بھی نوازتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس جب غیر مقلدین نے

اپنے آقا اور سرپرست انگریز بہادر کی طرف سے تفویض کئے گئے۔ فرائض کو نہایت محنت و جانفشانی اور عرق ریزی و جانکاہی سے انجام دیا۔ اور مسلمانوں میں اختلاف وافتراق کا بیج بونے اور انتشار و خلفشار کی خلیج کو وسیع سے وسیع تر کرنے میں انگریز سرکار کی توقعات سے بڑھ کر حسن کارکردگی کا مظاہرہ کیا۔ اور انگریز کی وفاداری، جانثاری، خیر خواہی اور نمک حلالی ان سے متعدد نازک مواقع میں ظاہر ہوئی، تو انہوں نے انگریز سرکار سے اپنے لئے اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ کی درخواست کی۔ انگریز بہادر اپنے وفاداروں، جاں نثاروں اور بہی خواہوں کی درخواست کیسے مسترد کرسکتا تھا تو اس نے نہایت خوشی اور مسرت سے اپنے چہیتوں کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا۔ چنانچہ اس بارے میں غیر مقلدین کے مشہور عالم مولوی عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں:

"مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السنہ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی، لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا"

(سیرت ثنائی ص ۳۷۲)

غیر مقلدین کے لئے اہل حدیث کے نام کی الاٹمنٹ کی تفصیلات بٹالوی صاحب کی زبانی

مولوی محمد حسین صاحب نے جو غیر مقلدین کے وکیل اعظم تھے، لفظ وہابی کی منسوخی اور اہل حدیث کے نام کی الاٹمنٹ کے لئے انگریز بہادر کے حضور ایک درخواست پیش کی، جس میں انگریز سرکار کے لئے غیر مقلدین کی من حیث الجماعت وفاداری خیر خواہی اور نمک حلالی کے سلسلہ میں اپنی جماعت کی نمایاں خدمات کا ذکر کیا اور متعدد نازک مواقع میں اپنی بہی خواہی کی نشاندھی کی اور اس درخواست کے آخر میں التجا کی کہ لفظ وہابی (جو باغی اور نمک حرام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے) کو منسوخ کر کے ہمارے فرقہ کے لئے اہلحدیث کا نام الاٹ کیا جاوے۔ ذیل میں اس درخواست کا اردو ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ ناظرین کرام اس کے مضمرات کا بغور مطالعہ فرماویں۔

ترجمہ درخواست برائے الاٹمنٹ نام اہلحدیث ومنسوخی لفظ وھابی

اشاعۃ السنہ آفس لاہور

از جانب ابوسعید محمد حسین لاہوری، ایڈیٹر اشاعۃ السنہ و وکیل اہل حدیث ہند

بخدمت جناب سیکرٹری گورنمنٹ

میں آپ کی خدمت میں سطور ذیل پیش کرنے کی اجازت اور معافی کا خواستگار ہوں، ۱۸۸۶ء میں میں نے ایک مضمون اپنے ماہواری رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع کیا تھا جس میں اس بات کا اظہار تھا کہ لفظ وہابی، جس کو عموماً باغی ونمک حرام کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا اس لفظ کا استعمال، مسلمانان ہندوستان کے اس گروہ کے حق میں جو اہل حدیث کہلاتے ہیں اور وہ ہمیشہ سے سرکار انگریز کے نمک حلال و خیر خواہ رہے ہیں، اور یہ بات (سرکار کی وفاداری و نمک حلالی) بارہا ثابت ہو چکی ہے اور سرکاری خط و کتابت میں تسلیم کی جا چکی ہے، مناسب نہیں (خط کشیدہ جملے خاص طور پر قابل غور ہیں)

بناء بریں اس فرقہ کے لوگ اپنے حق میں اس لفظ کے استعمال پر سخت اعتراض کرتے ہیں۔ اور کمال ادب و انکساری کے ساتھ، گورنمنٹ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ (ہماری وفاداری، جاں نثاری اور نمک حلالی کے پیش نظر) سرکاری طور پر اس لفظ وہابی کو منسوخ کر کے اس لفظ کے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ

کرے، اوران کواہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے اس مضمون کی ایک کاپی بذریعہ عرضداشت میں (محمد حسین بٹالوی) نے پنجاب گورنمنٹ میں پیش کی اوراس میں یہ درخواست کی کہ گورنمنٹ اس مضمون کی طرف توجہ فرماوے، اور گورنمنٹ ہند کوبھی اس پر متوجہ فرماوے اوراس فرقہ کے حق میں استعمال کیا جانے والا لفظ وہابی سرکاری خط و کتابت میں موقوف کیا جاوے اور اہل حدیث کے نام سے مخاطب کیا جاوے۔ اس درخواست کی تائید کے لئے اوراس امر کی تصدیق کے لئے کہ یہ درخواست کل ممبران اہل حدیث پنجاب و ہندوستان کی طرف سے ہے (پنجاب و ہندوستان کے تمام غیر مقلد علماء یہ درخواست پیش کرنے میں برابر کے شریک ہیں) اور ایڈیٹر اشاعت السنہ ان سب کی طرف سے وکیل ہے۔ میں (محمد حسین بٹالوی) نے چند قطعات مختصر نامہ گورنمنٹ پنجاب میں پیش کئے، جن پر فرقہ اہل حدیث تمام صوبہ جات ہندوستان کے دستخط ثبت ہیں۔ اوران میں اس درخواست کی بڑے زور سے تائید پائی جاتی ہے۔

چنانچہ آنریبل سر چارلس ایچی سن صاحب بہادر، جواس وقت پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر تھے، گورنمنٹ ہند کواس درخواست

کی طرف توجہ دلا کر اس درخواست کو باجازت گورنمنٹ ہند منظور فرمایا، اور اس استعمال لفظ وہابی کی مخالفت اور اجراء نام اہل حدیث کا حکم پنجاب میں نافذ فرمایا جائے۔

میں ہوں آپ کا نہایت ہی فرمانبردار خادم

ابو سعید محمد حسین

ایڈیٹر ''اشاعت السنہ'' (اشاعۃ السنہ ص ۲۴ تا ۲۶ شمارہ ۲ جلد نمبر ۱۱)

برٹش گورنمنٹ کی طرف سے بٹالوی صاحب کو اہلحدیث کے نام کی الاٹمنٹ کی اطلاع

مولوی بٹالوی صاحب نے جماعت اہلحدیث کے وکیل اعظم ہونے کی حیثیت سے حکومت ہند اور مختلف صوبہ جات کے گورنروں کو لفظ وہابی کی منسوخی اور اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ کی جو درخواست دی تھی، کہ ان کی جماعت کو آئندہ وہابی کے بجائے اہلحدیث کے نام سے پکارا جائے اور سرکاری کاغذات اور خطوط و مراسلات میں وہابی کے بجائے اہلحدیث لکھا جائے انگریز سرکار کی طرف سے ان کی سابقہ عظیم الشان خدمات اور جلیل القدر کارناموں کے پیش نظر اس درخواست کو گورنمنٹ برطانیہ نے باقاعدہ منظور کر کے لفظ وہابی کی منسوخی اور اہلحدیث نام کی الاٹمنٹ کی باضابطہ تحریری اطلاع بٹالوی صاحب کو دی، سب سے

پہلے حکومت پنجاب نے اس درخواست کو منظور کیا۔

لفٹیننٹ گورنر پنجاب نے بذریعہ سیکرٹری حکومت پنجاب مسٹر ڈبلو، ایم، ینگ صاحب بہادر نے بذریعہ چٹھی نمبری ۱۷۵۸ مجریہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء اس کی منظوری کی اطلاع بٹالوی صاحب کو دی۔ اسی طرح گورنمنٹ سی۔ پی کی طرف سے ۱۴ جولائی ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۴۰۷۔ گورنمنٹ یو پی کی طرف سے ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۳۸۶۔ گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ۱۴، اگست ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۷۳۲۔ گورنمنٹ مدراس کی طرف سے ۱۵، اگست ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری۔ ۱۲۷۔ گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۴ مارچ ۱۸۹۰ء بذریعہ خط نمبری ۱۵۶۔

اس درخواست کی منظوری کی اطلاعات مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو فراہم کی گئیں۔

(اشاعۃ السنہ شمارہ ۲ جلد ۱۱ صفحہ ۳۲ تا صفحہ ۳۹ جنگ آزادی از جناب پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری صفحہ ۶۶)

غیر مقلدین کے اکابر اور بانیوں کا ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر سپاسنامہ پیش کرنا

ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر، ملکہ کے حضور، غیر مقلدین کے اکابر نے ایک سپاسنامہ پیش کیا اس میں غیر مقلدین کے سربراہوں اور بزرگوں نے جس گھٹیا انداز میں اپنے جذبات عقیدت کا اظہار کیا، خوشامد اور چاپلوسی کے لیے جو گھناؤنا طریق اپنایا، کاسہ لیسی اور تملق کا جو ریکارڈ قائم کیا، اس سے ہر باضمیر شخص کی آنکھیں فرط ندامت سے جھک جاتی ہیں لیکن افسوس صد افسوس کہ غیر مقلد حضرات اپنے اکابر کے اس گھٹیا کردار پر نادم وشرمسار ہونے کے بجائے فخر کرتے اور اتراتے ہیں۔ اس کی تفصیل آپ بٹالوی صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں۔

جشن جوبلی ملکہ وکٹوریہ

اس دعوت کے مقام (مولوی الٰہی بخش کی کوٹھی) کے عین دروازے کے سامنے رات کے وقت ملاحظہ روشنی کے لیے نواب لفٹینٹ گورنر بہادر کا گزر کرنا مقرر تھا، اس جگہ اہلحدیث نے ایک بلند اور وسیع دروازہ بنایا، جس پر سنہرے حروف میں ایک طرف انگریزی میں یہ کلمات دعائیہ مرقوم تھے۔

انگریزی

دوسری طرف لاجوردی رنگ سے یہ بیت اردو تحریر تھا۔

دل سے ہے یہ دعائے اہلحدیث جشن جوبلی مبارک ہو۔ (رسالہ اشاعۃ السنہ صفحہ ۲۰۴ شمارہ ۷ جلد ۹)

اس موقعہ پر بذریعہ ڈیپوٹیشن اہل حدیث کا مندرجہ ذیل ایڈریس ملکہ وکٹوریہ کو پیش ہوا۔

ملکہ وکٹوریہ کے حضور نذرانہ عقیدت بصورت سپاسنامہ

ایڈریس منجانب گروہ مسلمانان اہلحدیث برموقعہ جشن جوبلی ملکہ وکٹوریہ

بحضور فیض گنجور کوئن وکٹوریہ گریٹ وقیصرۂ ہند بارک اللہ فی سلطنتھا.

۱۔ ہم ممبران گروہ اہلحدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور والا کی خدمت عالی میں جشن جوبلی کی دلی مسرت سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

۲۔ برٹش رعایائے ہند میں سے کوئی فرقہ ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں مبارک تقریب کی مسرت جوش زن نہ ہوگی۔ اوراس کے بال بال سے صدائے مبارک باد نہ اٹھتی ہوگی۔ مگر خاص کرفرقہ اہل اسلام جس کوسلطنت کی اطاعت اور فرمان روئے وقت کی عقیدت اس کا مقدس مذہب سکھاتا اوراس کوایک فرض مذہبی قرار دیتا ہے

اس اظہار مسرت اور ادائے مبارک باد میں دیگر مذاہب کی رعایا سے پیش قدم ہے۔ علی الخصوص گروہ اہلحدیث من جملہ اہل اسلام اس اظہار مسرت وعقیدت اور دعاء برکت میں چند قدم اور بھی سبقت رکھتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جن برکتوں اور نعمتوں کی وجہ سے یہ ملک تاج برطانیہ کا حلقہ بگوش ہو رہا ہے۔ ازاں جملہ ایک بے بہا نعمت مذہبی آزادی سے یہ گروہ ایک خصوصیت کے ساتھ اپنا نصیبہ اٹھا رہا ہے۔

۳۔ وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص اس سلطنت میں حاصل ہے، بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے کہ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل ہے۔ اس خصوصیت سے یہ یقین ہوسکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام واستحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے مبارکباد کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

ہم بڑے جوش سے دعا مانگتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ حضور والا کی حکومت کو اور بڑھائے اور تا دیر حضور والا کا نگہبان رہے، تا کہ حضور والا کی رعایا کے تمام لوگ حضور کی وسیع حکومت میں امن اور تہذیب کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں)۔

(رسالہ اشاعت السنہ صفحہ ۲۰۶۔۲۰۵ (حاشیہ) شمارہ ۷ جلد ۹ مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور)

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب سر چارلس اپچی سن کو وطن روانگی کے وقت جماعت اہلحدیث کی طرف سے جو ایڈریس پیش کیا گیا

ایڈریس

منجانب فرقہ اہلحدیث وممبران وغیرہ

بحضور سر چالس اپچی سن بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایل۔ ایل۔ ڈی

گورنر پنجاب

۱۔ ہم ممبران فرقہ اہل حدیث وغیرہ حضور والا کی عالی خدمت میں اس موقعہ پر (جبکہ جناب والا اس صوبہ سے رخصت ہو رہے ہیں) کمال ادب واخلاص کے ساتھ حضور والا کے خسروانہ احسانات ومربیانہ عنایات کا شکریہ ادا کرنے اور حضور کی مفارقت (جدائی) پر (تہہ) دل سے افسوس ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔

۲۔ حضور والا کے شاہانہ عنایات ومربیانہ توجہات ابتداء رونق افروزی ہندوستان سے اس عہد گورنری تک اس ملک ہندوستان پر اس کثرت وتواتر سے مبذول رہی ہیں کہ اگر ان کو متواتر باران

رحمت یا موجزن دریائے موہبت کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

۳۔ ملک پنجاب پر حضور والا کا یہ احسان تمام آئندہ نسلوں تک یادگار رہے گا کہ حضور نے یونیورسٹی کا وہ علمی پودہ جو مبارک ہاتھوں سے لگایا تھا۔ ایسا سرسبز و شاداب کیا کہ آج اس کے فوائد سے تمام اہل پنجاب مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں اور آئندہ ان کو فائدہ پہنچنے کی اور بہت زیادہ امیدیں ہیں۔

۴۔ حضور والا نے پنجاب میں معزز جوڈیشنل عہدوں پر دیسیوں کو مامور فرمایا، جن کے حصول کی سہولت اس سے پہلے اس صوبہ میں کبھی دیسیوں کو حاصل نہ ہوتی تھی۔

۵۔ پنجاب میں لوکل سیف گورنمنٹ کا اجراء بھی حضور کی معاونت و مشاورت سے ہوا ہے۔

۶۔ پنجاب میں چیفز کالج کے قیام و استحکام کا قرعہ بھی حضور ہی کے نام نامی پر روز ازل میں ڈالا گیا تھا۔

۷۔ پنجاب میں علمی فری لائبریری کو حضور نے قائم کیا، جس کے فیض سے غریب نادار بھی (جو مال نہیں خرچ کر سکتے) ویسے ہی کامیاب ہوئے ہیں۔ جیسے کہ امیر مالدار۔

۸۔ حضور نے دیسیوں کو اپنی بارگاہ میں اس فیاضی سے داخلہ

دیا کہ وضع و شریف سب کو فیض یاب ہونے اور اپنی عرض حاجات کرنے کا یکساں موقع ملتا رہا۔

۹۔ یہ وہ برکات خسروانہ و عنایات شاہانہ حضور ہیں جن سے اس ملک کے تمام باشندے فیض یاب ہو رہے ہیں اور خاص کر اہل اسلام پر حضور نے یہ شاہانہ احسان کیا کہ ان کی نازک اور ضعیف حالت پر رحم فرمایا اور ان کو ترقی کے دور میں اپنی ہمعصر اقوام سے بہت پیچھے رہی ہوئی دیکھ کر ہمسری اقران کا سامان بہم پہنچایا یعنی غریب مسلمان طالب علموں کے لیے اٹھاون وظائف کا حکم اس صوبہ پنجاب میں نافذ کیا ہے یہ احسان اہل اسلام پر ایسا ہوا ہے۔ جو حضور کے کارناموں میں ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی پر یادگار رہے گا۔

۱۰۔ یہ احسان حضور بھی کچھ کم لائق ذکر و قابل فخر نہیں ہے بلکہ اس ایڈریس میں خصوصیت کے ساتھ واجب الذکر ہے جو حضور نے مسلمانوں کے ایک گروہ اہلحدیث پر مبذول فرمایا ہے کہ ان کی نسبت ایک ایسے دل آزار ''لفظ وہابی'' کے استعمال کو جس سے ان کی وفاداری و جاں نثاری میں (جو نازک وقتوں میں ظاہر ہو چکی اور گورنمنٹ کے نزدیک مسلم ہے) ناواقفوں کو شبہ ہوتا تھا بشاورت و استعانت گورنمنٹ ہند مسدود فرمایا اور سرکاری کاغذات میں اس کے

استعمال سے مخالفت کا (اور اہلحدیث نام کے اجراء کا) حکم فرمایا۔

۱۱۔ ہم اہل اسلام عموماً اور فرقہ اہل حدیث خصوصاً حضور کے ان احسانات مربیانہ و عنایات خسروانہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اس کے اپنے پرحسرت دل سے افسوس کرتے ہیں کہ ہم بہت جلد حضور کے آئندہ مربیانہ عنایات سے محروم ہونے والے ہیں۔

۱۲۔ ہم باشندگان پنجاب خصوصاً اہل اسلام علی الخصوص اہلحدیث کو جس قدر حضور کی مفارقت کا افسوس ہے، اس کے پورے اور سچے طور پر اظہار کے لیے ہم کافی لفظ نہیں پائے۔ لہٰذا بجائے افسوس کے کہ ہم اس ایڈریس کے خاتمہ میں ان کلمات دعائیہ کی عرض پر اکتفا کرتے ہیں کہ خداوند عالم حضور فیض گنجور کو صحت و سلامتی کے ساتھ وطن مالوف پہنچائے اور پھر بہت جلد حضور کو عہدۂ گورنر جنرل پر مامور و مقرر فرما کر ہندوستان میں لاوے اور ہماری آنکھوں کو حضور کے دیدار فیض آثار سے منور کرے آمین ثم آمین۔

بوطن رفتنت مبارکباد۔ بسلامت روی باز آئی یہ ایڈریس بذریعہ ڈیپوٹیشن ہزآنر لیفٹیننٹ گورنر کے حضور ۲۴/ مارچ ۱۸۸۷ء کو پیش ہوا اشاعۃ السنہ ص ۲۵۳ تا ۲۵۶ شمارہ نمبر ۸ جلد نمبر ۹

لارڈ ڈفرن کو اہلحدیث نے جو ایڈریس پیش کیا

نقل ایڈریس

سپا سنامہ اہلحدیث پنجاب و ہندوستان و دیگر ارکان وغیرہ

بحضور ہز ایکسیلینسی دی رائٹ آنریبل سر فریڈرک ٹمپل ہملٹن ٹمپل وڈ مارکوئیس آف ڈفرن ارل آف آوہ کے۔ بی۔ جی۔ ایم۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ بی۔ جی۔ سی۔ ایم۔ جی۔ پی۔ سی۔ ڈی۔ او۔ ایل وئسرائے اینڈ گورنر جنرل آف انڈیا۔

حضور والا!

ہم فرقہ اہلحدیث اور پنجاب و ہندوستان کے دوسرے اسلامی فرقوں کے ارکان میں سے چند افراد اپنی طرف سے اصالتاً اور اپنے تمام ہم مسلک و ہم مشرب افراد کی طرف سے وکالۃً جناب والا کی ذات ستودہ صفات کی مفارقت پر اظہار افسوس کی نیت سے حاضر ہوئے ہیں اور کمال عجز وانکسار کے ساتھ جو جانثار خیر اندیشوں کا شیوہ ہے، عرض مدعا کی اجازت کے خواستگار ہیں۔

ا۔ آنجناب کی کرم گستر اور عدل پرور شخصیت کے عہد سعادت مہد کے احسانات و برکات جو کہ عظیم البرکت باران رحمت کی طرح سب لوگوں اور ان دیار کی اطاعت شعار اقوام پر برسے ہیں (جیسے

مملکت میں امن وامان کا قیام اور سلطنت میں وسعت واستحکام اور پبلک سروس کمیشن کا تقرر اور لیڈی ڈفرن فنڈ کی تجویز اور ان جیسے دیگر امور)

ہندوستان کے مسلمانوں نے دوسری اقوام کی طرح ان سے حظ وافر اور حصہ کامل حاصل کیا ہے اور حضور پرنور کی خصوصی نوازشیں اس طرح ظہور میں آئی ہیں کہ ان سے نفع اٹھانے میں اہل اسلام عموماً اور اہلحدیث خصوصاً دوسروں سے گوئے سبقت لے گئے ہیں اور اس بارہ میں ایک قسم کی خصوصیت پیدا کی ہے۔

۲۔ ایک بڑا انعام اور عظیم احسان جس کے ساتھ آنجناب نے تمام اہل اسلام کو مخصوص کیا ہے یہ ہے کہ جناب والا خطاب نے انجمن اسلامیہ عمومیہ کلکتہ کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے یہ فرمان نافذ فرمایا ہے کہ مملکت ہندوستان کے تمام صوبوں میں سے ہر صوبہ کی سالانہ رپورٹ کے سلسلہ میں ایک کالم اہل اسلام کے حالات اور تعلیمی کوائف کے لیے مخصوص کیا جائے۔

۴۔ ایک بڑا اکرم اور عظیم احسان جو خاص طور پر فرقہ اہلحدیث پر مبذول ہوا ہے یہ ہے کہ ان کے حق میں لفظ وہابی کا استعمال (جو ان کی دلآزاری کا باعث تھا جس سے ان کی جان نثاری اور

وفاداری جو نازک اوقات میں ظاہر ہو چکی تھی اور جو گورنمنٹ کے نزدیک مسلم ہے ناواقفوں کے لیے مشکوک ہوتی تھی) سرکاری دفاتر سے منسوخ و مسدود فرما دیا گیا ہے، جس سے بے خبروں کی بدگمانیاں مٹ گئی ہیں جناب والا کے اس فرمان واجب الاذعان کو ہندوستان کے مختلف صوبہ جات کے گورنروں نے واجب العمل قرار دیتے ہوئے، اس گروہ (غیر مقلدین) کے حق میں اس دلخراش لفظ کا استعمال موقوف فرما دیا ہے اور ان کو اہلحدیث کے خطاب سے مخاطب اور معزز فرمایا ہے، اور اس کے مطابق احکام نافذ کئے ہیں۔

۵۔ آنجناب کے ان احسانات عامہ و خاصہ کے پیش نظر جو اہل اسلام پر عموماً اور اہلحدیث پر خصوصاً مبذول ہوئے ہیں، ہم ہزار زبان کے ساتھ ان احسانات کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور آں جناب کی ذات والا صفات جو کہ مظہر جودو احسان ہے کی مفارقت پر جو کہ قبل از وقت (مقررہ میعاد سے پیشتر) وقوع پذیر ہو رہی ہے، حسرت کے آنسو بہاتے ہوئے اپنے اندرونی غم واندوہ اور قلبی رنج و ملال کو اس تمنا کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ کاش آپ کا سایہ جو ہما کا ہم پایہ ہے مقررہ میعاد

تک ہم (غیر مقلدوں) کے سروں پر سایہ افگن رہتا اور کاش کہ آپ کی حکومت کی مدت دوگنی ہوجاتی تاکہ آپ سے مزید فوائد و منافع اور احسانات و انعامات ہمارے حصہ میں آتے اور ہم آپ کے مزید احسان منداور ممنون ہوتے۔

۶۔ حضور پرنور کی ناگزیز مفارقت (جدائی) پر یہ ہجر کے ستائے ہوئے اور غم کے مارے ہوئے (غیر مقلدین) صبر وشکیبانی کے دامن پر ہاتھ مارتے ہیں اور اس دعائے خیر کے ساتھ اپنے آپ کو تسلی و تسکین دیتے ہیں کہ خداوند عالم جناب کی ذات بابرکت کو بخیر وعافیت وطن مالوف پہنچائے۔

۷۔ نیز اس جگہ روز افزوں ترقی واقبال پر فائز ہوکر اہل اسلام کے لیے بہبود اور نفع کا سرچشمہ بنیں اور برطانیہ کے تاج وتخت کو (اس کی نیابت سے جناب والا بہرہ مند ہیں) ترقی واستحکام عطا فرما کر ملک کے لیے امن و برکت اور اہل اسلام کے لیے حمایت و حفاظت کا ذریعہ ثابت ہوں۔

ہم ہیں حضور کے وفادار وجان نثار، حضور کی رعایا۔ مولوی سید نذیر حسین دہلوی (شیخ الکل فی الکل، شمس العلماء وآیۃ من آیات اللہ)

ابوسعید محمد حسین بٹالوی وکیل اہلحدیث ہند۔
مولوی احمد اللہ واعظ میونسپل کمشنر امرتسر۔
مولوی قطب الدین پیشوائے اہلحدیث روپڑ۔
مولوی حافظ عبداللہ غازی پوری۔ مولوی محمد سعید بنارس۔
مولوی محمد ابراہیم آرہ۔ مولوی سید نظام الدین پیشوائے اہلحدیث مدراس۔ (اشاعت السنہ صفحہ ۴۰۔۴۲ شمارہ نمبر ۲ جلد ۱۱)

غیر مقلدین کے اکابر واسلاف، اوراس فرقہ کے ممتاز اور جید علماء کرام، بلکہ ان کے مجددین کی طرف سے ملکہ وکٹوریہ سر چارلس ایچی سن اور لارڈ فرن کے حضور جوسپاسنامے اورایڈریس پیش کیئے گئے وہ ناظرین کرام کی نظروں سے گذر چکے ہیں ان سپاسناموں میں غیر مقلدین کے مجددوں اور اس طائفہ کے اسلاف واعاظم نے شرم وحیا کی جس طرح مٹی پلید کی ہے۔ غیرت دینی کا جس طرح قتل عام کیا ہے اسلامی حمیت کو جس طرح کند چھری سے ذبح کیا ہے، دنیوی اغراض و مقاصد اور جماعتی فوائد ومنافع اور مراعات کے حصول کے لیے اپنے علم وفضل اور وقار کو جس طرح مجروح کیا ہے وہ اسلامی تقاضوں کی پامالی کا ایک جانگداز منظر ہے دیکھئے کس چالاکی کس عیاری اور کس فنکاری سے

انگریز کی خوشامد اور چاپلوسی کی گئی ہے۔ واقعی غیر مقلدین کے اکابر و اسلاف اس فن میں مہا تھے۔ اس بارہ میں ان کی ذہانت و فطانت اور حذاقت و مہارت کی داد نہ دینا یقیناً ظلم کے قبیل سے ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند
میل او اندر دلش انداختند

ظالم و کافر اور فاسق و فاجر حکومت کی مدح و ثناء اور تعریف و توصیف میں حد سے بڑھ جانا اور غلو کرنا اس کی ترقی و استحکام اور بقا کے لیے دل کی گہرائیوں میں ڈوب ڈوب کر دعائیں کرنا اس کی مفارقت پر اندرونی درد و کرب، باطنی غم واندوہ اور قلبی رنج و ملال کے ہاتھوں مجبور ہو کر اشک حسرت کی ندیاں بہانا ایمانی جذبوں کی جانکنی کا ایک روح فرسا نظارہ ہے انگریز کے فراق کے صدمہ سے نڈھال ہو کر اشک حسرت بہانے والے، انگریز کی سلطنت کی ترقی واستحکام اور اس کی بلند اقبالی کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعائیں کرنے والے اور اس کے ظل عاطفت اور سایہ شفقت کو اسلامی حکومت پر ترجیح دینے والے یہ حضرات کون تھے؟ یہ تھے۔ غیر مقلدین کے ائمہ کرام اور ان کے عظیم و جلیل اکابر

واسلاف جن کی شخصیتوں پر غیر مقلدین بڑا فخر کرتے اور اتراتے ہیں اور جن کو غیر مقلدین علم و فضل کا کوہ ہمالیہ تقویٰ و تدین اور خلوص وللّٰہیت کا پیکر مجسم قرار دیتے ہیں اور جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ فرقہ غیر مقلدین میں ان حضرات کے بعد ان کے علم و فضل اور مرتبہ و مقام کے حامل افراد و اشخاص پھر نہیں پیدا ہوئے۔ جب غیر مقلدین کے مجددین کرام اور ائمہ عظام کے علم و عمل اور کردار اخلاق کا یہ عالم ہے تو ان کے اصاغر کے کردار و اخلاق کا کیا حال ہوگا۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

غیر مقلدین کے مجموعی کردار و عمل کی جھلکیاں پیش کرنے کے بعد احقر بٹالوی صاحب کے کردار و عمل کی مزید ایک دو خصوصیات ناظرین کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے۔

بٹالوی صاحب کا انگریز سرکار کی خدمت کے صلہ میں جاگیر سے سرفراز ہونا

میاں نذیر حسین دہلوی انگریز سرکار کی خدمات کے صلہ میں شمس العلماء کے خطاب سے نوازے گئے اور نواب صدیق حسن خاں صاحب کو انگریز نے ان کی وفاداری کے عوض پرگنہ "بیرسیہ" عطا کیا اور جماعت اہلحدیث ہند کے وکیل اعظم بٹالوی صاحب کو ان کی جاں نثاری اور نمک حلالی کی بناء پر جاگیر عطا کی گئی۔

چنانچہ مشہور غیر مقلد عالم مولانا مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں۔

"معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضہ میں (جہاد کے منسوخی پر رسالہ لکھنے کے عوض) سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر ملی تھی اور رسالہ کا پہلا حصہ پیش نظر ہے، پوری کتاب تحریف و تدلیس کا عجیب وغریب نمونہ ہے۔ (پہلی اسلامی تحریک ص ۲۹)

ایک دوسرے غیر مقلد عالم مولوی عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السنہ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی اور لفظ وہابی آپ ہی کی کوششوں سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا۔ آپ نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر بھی پائی" (سیرت ثنائی ص ۳۷۲ از مولوی عبدالمجید سوہدروی)

بٹالوی صاحب اور مرزا غلام احمد قادیانی

بٹالوی صاحب کو مرزا صاحب کے ساتھ بہت سی وجوہ

سے مماثلت ومشابہت حاصل ہے۔مرزا صاحب بھی گورداس پور کے رہنے والے تھے۔ بٹالوی صاحب بھی اسی ضلع کے باسی تھے پھر یہ دونوں ہم ضلع ہونے کے ساتھ ساتھ ہم تحصیل بھی تھے، اس پر مستزاد یہ کو دونوں ہم مکتب اور ہم استاد بھی تھے۔ مدت تک ہم مکتب رہے اور مدتوں ان کے درمیان خط وکتابت اور ملاقات و مراسلات کا سلسلہ جاری رہا۔ چنانچہ بٹالوی صاحب لکھتے ہیں۔

مؤلف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین میں سے ایسے کم واقف نکلیں گے۔مؤلف ہمارے ہم وطن ہیں، بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی وشرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب تھے۔اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط وکتابت وملاقات ومراسلات برابر جاری وساری ہے۔ (اشاعت السنہ جلدے بحوالہ مجدد اعظم ج اص ۲۱ تا ۲۲)

دونوں کے حالات وخیالات اور افکار ونظریات میں کافی حدتک اشتراک تھا دونوں کے مضامین ومقالات پڑھنے سے یوں لگتا ہے جیسے دونوں کی ذہنی ساخت اور دماغی بناوٹ ایک جیسی ہو۔اسی لئے یہ دونوں ایک دوسرے کے بے حد مداح اور معتقد تھے۔ بالخصوص بٹالوی صاحب تو مرزا صاحب کے ابتداء میں بہت

ہی زیادہ معتقد تھے چنانچہ بٹالوی صاحب براہین احمدیہ پر ریویو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اس کا مؤلف (مرزا غلام احمد قادیانی) اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے'' (مجدد اعظم ج ا، ص ۲۲)

دیکھئے بٹالوی صاحب نے کس طرح مرزا صاحب کو بانس پر چڑھایا اور سلف صالحین سے بڑھایا ہے اور بٹالوی صاحب، مرزا صاحب کے اس قدر معتقد تھے کہ ان کے جوتے سیدھے کرنا اور ان کو اپنے ہاتھ سے وضو کرانا عین سعادت تصور کرتے تھے۔

چنانچہ مجدد اعظم کا مؤلف لکھتا ہے:

''خود مولوی محمد حسین بٹالوی باوجود اس قدر بڑا عالم اور محدث ہونے کے اس قدر آپ کی عزت واحترام کرتا تھا کہ آپ کا جوتا اٹھا کر آپ کے سامنے سیدھا کر کے رکھ دیتا تھا اور اپنے ہاتھ سے آپ کو وضو کرانا اپنی سعادت سمجھتا تھا'' (مجدد اعظم ص ۲۲)

دو بچھڑے ہوئے دوستوں کا ملاپ

مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب ہم ضلع، ہم تحصیل، ہم

مکتب اور ہم استاذ تھے، ذہناً و دماغاً ایک دوسرے سے قریب تھے، دور طالب علمی میں ایک دوسرے کے جاں نثار اور فدا کار تھے طبائع میں کافی مناسبت تھی، خصوصیات میں کافی حد تک اشتراک تھا متوسطات کی تعلیم کے بعد مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم ہو گئے اور بٹالوی صاحب علوم دینیہ کی تکمیل کے لیے شیخ الکل فی الکل شمس العلماء مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے علوم دینیہ کی تکمیل کے بعد لاہور چلے آئے اور چینیاں والی مسجد میں خطابت کے فرائض انجام دینے لگے اسی دوران ایک مرتبہ بٹالہ گئے، تو مرزا صاحب نے بٹالہ آ کر اپنے رفیق قدیم اور حبیب صمیم سے ملاقات کی، مدت کے بچھڑے ہوئے اور فراق کے صدمات کے ستائے ہوئے دو دوست ہم آغوش ہوئے۔ گلے شکوے ہوئے اور آپس میں ان عاشقانہ فقرات کا تبادلہ ہوا۔

مرزا صاحب مدت سے آپ کی ملاقات کا اشتیاق تھا، جب سنا کہ آپ بٹالہ آتے ہیں تو جی چاہتا تھا کہ پر لگا کر جاؤں، اور آپ سے ملوں۔

بٹالوی صاحب میری آنکھیں بھی ہر وقت آپ کو ڈھونڈ

رہی تھیں اور دل ملاقات کے لیے بیقرار تھا۔اس کے بعد مشورے ہوتے ہیں اور آئندہ کے لیے پروگرام سوچ جا رہے ہیں۔ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ قادیاں چھوڑ کر کسی شہر میں قیام کروں۔

بٹالوی صاحب، جواب میں کہتے ہیں کہ میری رائے میں بھی یہی قرین مصلحت ہے، جب اور جہاں کا قصد ہو مجھے اطلاع دینا۔

مرزا صاحب کا چینیانوالی مسجد میں قیام

کچھ عرصہ بعد مرزا صاحب لاہور کا قصد کرتے ہیں، مرزا صاحب کے پرانے دوست ساتھی اور ہم سبق بٹالوی صاحب چینیاں والی مسجد کے خطیب ہیں، مرزا صاحب ان سے ملتے ہیں اور انہی کے پاس مسجد چینیاں میں اقامت اختیار کرتے ہیں، دونوں مل کر ایک پروگرام بناتے ہیں جس سے مقصد مرزا صاحب کی تشہیر ہے۔

چنانچہ بٹالوی صاحب کی صلاح اور صوابدید کے بموجب مرزا جی نے اپنے مشاغل سے دست بردار ہو کر اپنے مستقبل کے متعلق جو سلسلہ عمل تجویز کیا اس کی پہلی کڑی غیر مسلموں سے الجھ کر شہرت و نمود کی دنیا میں قدم رکھنا تھا۔

بٹالوی صاحب کا مرزا صاحب کو بام عروج پر پہنچانا

اب مرزا صاحب کا لاہور میں قیام ہے اور مولانا بٹالوی ان کے مشیر خاص بلکہ مرید بالاختصاص ہیں (نورالدین بھیروی والا کردار ادا کر رہے ہیں)

شب و روز مرزا صاحب کی لیاقت و قابلیت اور بزرگی کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے منشی الٰہی بخش اکاؤنٹنٹ، بابو عبدالحق اکاونٹنٹ، حافظ محمد یوسف اور لاہور کے تمام دوسرے اہلحدیث (غیر مقلد) اکابر و معززین، معاونین کے زمرہ میں ہیں۔ مشورے ہوتے ہیں طرح طرح کی تدبیریں جن سے مرزا صاحب آسمان شہرت پر آفتاب بن کر چمکیں زیر غور ہیں چند روز بعد آریوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی گئی ہے اور کبھی عیسائیوں کے مقابلہ میں "ہل من مبارز" کا نعرہ لگایا جاتا ہے۔

لاہور میں ہر طرف مرزا غلام احمد کا چرچا ہے، کہیں مناظرہ کا تذکرہ، کہیں حمایت اسلام کا اظہار کہیں زہد و تقویٰ کا افسانہ غرض ہر جگہ مرزا صاحب ہی کا ذکر خیر ہے۔ بٹالوی صاحب اور دوسرے غیر مقلد معززین جہاں جاتے ہیں ان کی مدح و توصیف کے پھول برساتے ہیں۔ (رئیس قادیان ص ۳۹)

بٹالوی صاحب نے، مرزا صاحب میں نہ جانے کیا اوصاف وکمالات دیکھے کہ ان کے اس قدر شیفتہ وفریفتہ مجنون و مفتون اور دیوانے و پروانے بنے کہ ان کی جوتیاں سیدھی کرنا اپنے لئے باعث سعادت اور موجب افتخار تصور کرتے اور دن رات، شب و روز ان کے فضائل و مناقب کے گیت گاتے، ان کی قابلیت و لیاقت کے نغمے الاپتے ان کی ذہانت و فطانت کی قصیدہ خوانی کرتے، ان کی عبادت وریاضت کے افسانے گھڑتے اور پھیلاتے، ان کی زہد وتقویٰ کی خودساختہ کہانیاں نشر کرتے اور ان پر اپنی عقیدت کے پھول نچھاور کرتے، ان کی مدح وثنا میں زمزمہ سرا رہتے۔

حالانکہ مرزا صاحب کی تعلیم ادھوری رہ گئی تھی، انہیں کسی بھی فن میں کامل دستگاہ حاصل نہ تھی خصوصاً علم تفسیر وحدیث اور علم فقہ وکلام میں بہت تھوڑا درک تھا، دوسرے انہوں نے جتنا کچھ پڑھا وہ بھی بالاہتمام کسی مستند اسلامی درسگاہ میں نہ پڑھا تھا، اس لئے مرزا صاحب صحیح اسلامی تعلیمات سے محروم اور مذہبی معلومات سے بے بہرہ تھے۔

نیم ملا ہونے کے ساتھ ساتھ مرزا صاحب مخبوط الحواس اور مجذوب صفت بھی تھے جیسا کہ ان کی زندگی کے بعض واقعات

(کھنڈ کے بجائے نمک کا پھانکنا، جیبوں میں گڑ کی بجائے استنجے کے ڈھیلے بھر لینا، راکھ کے ساتھ روٹی کھانا وغیرہ وغیرہ) اس پر شاہد عدل ہیں۔اس پر مستزاد یہ کہ مرزا صاحب بحث ومباحثہ کے مرد میدان نہیں تھے، خیالی گھوڑے تو وہ بہت دوڑا لیتے تھے، لیکن تقریری مناظرہ میں بہت جلد دم توڑ دیتے تھے وہ کسی مناظرہ سے فاتحانہ باہر نہیں نکلے، پھر بحث ومباحثہ سے مرزا صاہب کی حقیقی غرض ونمود اور شہرت طلبی تھی، اس لئے آریوں کی ہر شرط ومطالبہ کو بطائف الحیل ٹال جاتے اور اپنی طرف سے ایسی نا قابل قبول شرطیں پیش کر دیتے تھے کہ مناظرہ کی نوبت ہی نہ آتی تھی۔

بٹالوی صاحب مرزا صاحب کے بچپن کے ساتھی اور ہمدرس تھے، اس لئے وہ مرزا صاحب کے حالات وخیالات افکار ونظریات، سیرت وکردار، ذہانت وفطانت، لیاقت وقابلیت اور مناظرانہ استعداد اور علم وعقل کی خامیوں سے بخوبی واقف تھے مرزا صاحب کی لیاقت وقابلیت، حالات وخیالات اور ان کی علمی وعقلی خامیوں سے پوری طرح واقف ہونے کے باوجود، اور خود کامل الاستعداد، وسیع النظر عالم اور غیر مقلدین کے وکیل اعظم ہونے کے باوصف، بٹالوی صاحب کو مرزا صاحب کی جوتیوں میں

نہ جانے کیا ملتا تھا، ان کی مدح وثنا سے نہ معلوم ان کو کیا حاصل ہوتا تھا کہ رات دن ان کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان رہتے۔

جس طرح ان لوگوں کی پست فطرتی اور بیمار ذہنیت قابل صد تعجب ہے جنہوں نے ایسے ماؤف الدماغ، اور مسلوب الحواس شخص کو اپنا مجدد اور نبی مانا، اسی طرح بٹالوی صاحب کی ذہانت و فطانت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے، جنہوں نے ایسے فاترالعقل اور مجذوب صفت شخص کو مسلمانوں کی طرف سے عیسائیوں اور آریوں سے، مناظرے اور مباحثے کے لیے چنا اور منتخب کیا، اور مسلمانوں کے مناظر اعظم کی حیثیت سے اس کی تشہیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ زبان و دھان اور قلم و بیان کو ان کی تعریف کے لیے وقف کردیا۔ ان کی علمیت ولیاقت، اور ریاضت و عبادت کا ڈھول اس قدر پیٹا کہ بہت سے مسلمان مرزا صاحب کے دام تزویر میں پھنس گئے، مرزا صاحب کی عقیدت کے دریا میں غوطہ زن ہوکر ان کو نبی مانتے گئے اور ساری عمر ارتداد کے خارزاروں میں بھٹکتے رہے اور اسی حالت میں جہنم واصل ہوئے بٹالوی صاحب نے ایک دفعہ اپنے احباب کے سامنے عالم برافروختگی میں کہا کہ میں نے ہی اس شخص کو بلند کیا تھا اور اب میں ہی گراؤں گا۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۹)

اس میں شک نہیں کہ بٹالوی صاحب کے پروپیگنڈہ نے ہی مرزا صاحب کو آسمان شہرت پر بٹھایا تھا، لیکن (بقول مولانا دلاوری) مولانا بٹالوی کی یہ توقع بے جا تھی کہ وہ اس کو سرنگوں بھی کرسکیں گے کیونکہ جن لوگوں کے مرزائی ہو جانے سے مرزا صاحب کو دنیوی وجاہت حاصل ہوئی وہ مولوی صاحب ہی کی زبان قلم سے مرزا صاحب کی تعریف سن کر مرزا صاحب کے حلقہ بگوش ہوئے تھے اور قاعدہ کی بات ہے کہ مرید پیر سے انتہا درجہ کی شیفتگی اور حسن اعتقاد رکھتا ہے، پس یہ موہوم امر تھا کہ مرزائی ہو جانے کے بعد یہ لوگ قادیانی کے دام تزویر سے نکل جاتے۔

(رئیس قادیان ص ۳۱)

ایک اہم خصوصیت میں اشتراک

مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب میں دوسرے بہت سے مشترک اوصاف وخصوصیات کے علاوہ ایک بڑی اور اہم مشترکہ خصوصیت یہ تھی کہ دونوں نے انگریز کی وفاداری نمک حلالی اور جاں نثاری کے سلسلہ میں فقید المثال اور عدیم النظیر خدمات انجام دیں اور اس بارے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی بھرپور کوشش کی، اس سلسلہ میں بٹالوی صاحب اپنے اعتراف واقرار

کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی سے گوئے سبقت لے گئے۔

مرزا صاحب نے سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت اس کی اطاعت و وفاداری اور ممانعت جہاد پر جو لٹریچر لکھا، اس کی تفصیل مرزا صاحب کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

۱۔ بعض احمق اور ناداں سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رہے کہ یہ سوال کرنا ان کی نہایت حماقت ہے، کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین واجب اور فرض ہے، اس سے جہاد کیسا، یہ ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ (شہادت القرآن ص ۳)

۲۔ ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے، اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ میں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں، وہ یہ ہے، کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے۔

(ضمیمہ رسالہ جہاد ص ۷ و ۱۴)

۳۔ میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام ہے۔ (تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۹۷)

۴۔ آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا، اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے، وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔

(تبلیغ رسالت ج۔۹ ص ۳۶)

۵۔ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔ (تریاق القلوب ص ۳۳۲)

۶۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔

(تبلیغ رسالت ج ۹۔ص ۱۷)

۷۔ میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگیریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے، میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ (تریاق القلوب ص ۲۵)

مرزا صاحب کی مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ (۱) مرزا صاحب کی عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گذرا (۲) مرزا صاحب کے نزدیک انگریز سے جہاد

کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔(۳) انگریز سے جہاد کرنے والا خدا اور رسول کا نافرمان ہے(۴) مرزا صاحب نے ممانعت جہاد اور انگریزی حکومت کی اطاعت ووفاداری کے سلسلہ میں اس قدر کتابیں لکھیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔

لیکن ناظرین کرام! آپ محوحیرت اور غرق استعجاب ہوں گے جب (ملاحظہ فرمائیں گے) کہ مرزا صاحب پچاس الماریاں لکھنے کے باوجود، بٹالوی صاحب سے گوئے سبقت نہیں لے جا سکے، بٹالوی صاحب نے انگریز کی اطاعت اور جہاد کی منسوخی پر جو رسالہ سپرد قلم کیا ہے وہ ان کے اپنے اعتراف واقرار کے بموجب اس قدر زور دار اور وزنی ہے اور ایسی امتیازی خصوصیات کا حامل ہے کہ اپنی قدروقیمت، کے لحاظ سے اس کو مرزا صاحب کی پچاس الماریوں پر تفوق وبرتری حاصل ہے۔

چنانچہ خود بٹالوی صاحب لکھتے ہیں۔

”اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور بہی خواہوں (مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ) نے بھی لکھے ہیں، لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ

آج تک کسی اور تالیف میں نہیں پائی گئی“

(اشاعۃ السنہ ص ۲۲۲۔۲۶۱ شمارہ ۹ جلد ۸)

یعنی انگریز سے وفاداری و جاں نثاری کے اظہار اور اس کی خواہشات کی تکمیل کے سلسلہ میں مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب میں مسابقت جاری تھی، یہ دونوں اس بارے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانا چاہتے تھے ان میں ہر ایک کی قلبی تمنا اور دلی خواہش تھی کہ وہ اس سلسلہ میں انگریز سرکار کی زیادہ سے زیادہ خدمات سرانجام دے کر اس کی زیادہ سے زیادہ عنایات و نوازشات اور مراحم خسروانہ کا مستحق قرار پائے۔

بٹالوی صاحب چونکہ اس فن میں زیادہ ماہر تھے اور اس کے ساتھ ساتھ نہایت شاطر اور گھاگھ بھی تھے اور اس بارے میں خاص قسم کی ذہانت و فطانت کے مالک تھے بناء بریں انہوں نے انگریز کی خوشامد و چاپلوسی، تملق و کاسہ لیسی اور اظہار وفاداری و نمک حلالی کے سلسلہ میں ایسی فقید المثال خدمات سرانجام دیں، جہاد کی منسوخی پر ایسے دلکش براہین، اور دلربا دلائل تراشے، اور اپنے دور کے اکابر غیر مقلد علماء سے توافق آراء حاصل کرنے کے لیے ایسی کوششیں اور کاوشیں بروئے کار لائے اور ایسی سرگرمی عرقریزی

اور جانکاہی سے کام لیا کہ مرزا صاحب ان کی بلند پروازی اور برق رفتاری میں ان کا ساتھ نہ دے سکے۔ اور مرزا صاحب اپنی کتابوں کی کثرت ، رسائل کی فراوانی، اور اشتہارات کی بہتات کے باوجود ان سے نہ بڑھ سکے، بلکہ اس میدان میں ان کی گرد پا کو بھی نہ پہنچ سکے، ان سے شکست فاش کھا گئے۔ غیر مقلدوں کے وکیل اعظم کا مقابلہ کرنا کوئی آسان کام تو نہ تھا، بٹالوی صاحب اس میدان کے بانکے شاہ سوار تھے اور ایسے داؤ پیچ جانتے تھے کہ وہ مرزا صاحب کے تصور سے بھی بالاتر تھے۔

لنگڑا بیل، برق رفتار گھوڑے کا کیسے اور کیونکر مقابلہ کرسکتا ہے۔

اجمالی خاکہ

ناظرین کرام! آپ اس کتاب میں غیر مقلدین کے نوموجود و نوخیز ہونے کے دلائل و براہین پڑھ چکے، نیز درج ذیل حقائق و واقعات کی تفاصیل و جزئیات معلوم کر چکے ہیں۔ اب ان کا اجمالی خاکہ ایک دفعہ پھر پڑھیے۔

(۱) جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں غیر مقلدین کا حصہ نہ لینا اس کو ہلڑ سے تعبیر کرنا، ایک زخمی میم کو عین حالت جنگ سے اٹھوا کر لانا، اس کا علاج معالجہ کرانا، پھر اس کو انگریزی کیمپ میں پہنچا کر

مبلغ تیرہ صد روپیہ نقد وفاداری کے سرٹیفکیٹ اور شمس العلماء کا خطاب حاصل کرنا۔

۲۔ میاں صاحب کے زمانہ میں غیر مقلدین کے گھناؤنے کردار کے چند شرمناک اور حیا سوز واقعات۔

۳۔ نواب صاحب کا انگریز کی اطاعت کو سب فرائض و واجبات سے بڑا اور اہم فرض قرار دینا۔ مجاہدین ۱۸۵۷ء کو غدار، شریر، فتنہ پرور، ظالم اور غاصب جیسے برے القاب سے یاد کرنا مجاہدین ہزارہ پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرنا۔

۴۔ بٹالوی صاحب کا جہاد کی منسوخی پر رسالہ لکھنا اور اس دور کے اکابر غیر مقلد علماء کا اور نواب صاحب کا اس کی پرزور تائید کرنا۔

۵۔ غیر مقلدین کے اکابر واسلاف کا متعدد نازک مقامات و مواقع میں، انگریز سے اپنی وفاداری جاں نثاری اور نمک حلالی کا ثبوت دینا۔

۶۔ ان خدمات کے صلہ میں اپنے لئے اہلحدیث کے نام کی الاٹمنٹ کی درخواست کرنا اور انگریز سرکار کا اس درخواست کو نہایت خوشی سے قبول کرکے، غیر مقلدین کی قلبی خواہش کو پورا کرنا۔

۷۔ ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی کے موقعہ پر اکابر غیر مقلدین

کا ملکہ کے حضور تملق وچاپلوسی کا مرقع سپاسنامہ پیش کرنا۔

۸۔ بٹالوی صاحب کا انگریز سرکار کی عظیم الشان خدمات کے صلہ میں جاگیر سے سرفراز ہونا۔

۹۔ بٹالوی اور مرزا صاحب کا ایک دوسرے سے انگریز کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مسابقت کرنا۔

۱۰۔ مرزا صاحب اور بٹالوی صاحب کا اہم خصوصیات میں اشتراک اوران کے ذوق کا ہم رنگ وہم آہنگ ہونا۔

ناظرین کرام! ان حقائق و واقعات کی تفصیلات سابقہ اوراق وصفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ان تفصیلات کی طرف اوپر اجمالی اشارات کر دیئے گئے ہیں آپ سابقہ اوراق میں ان تفصیلات وجزئیات کوایک بارپھر پڑھ کر ذہن میں مستحضر کیجئے اور پھر فیصلہ کیجئے اورخدالگتی کہیے کہ کیا وہ جماعت (جس کے بانی اور مؤسس ایسے گھناؤنے کرداراور گھٹیاذہن کے مالک ہوں کہ جن کی ساری زندگی انگریز پرستی اور اسلام دشمنی میں گذری ہو، جن کی زندگی کا مشن اورنصب العین ہی انگریز کی وفاداری اور جان نثاری ہو جو انگریز سرکار کے مقاصد کی تکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے ہوں۔محبّ وطن اور ملک وملت کی غم خوار اور بہی خواہ ہوسکتی

ہے؟ کیا ایسی جماعت صحیح اسلام کی علم بردار ہوسکتی ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں۔

غیر مقلدوں کے بانیوں مؤسسوں، مجددوں اور اکابر و اسلاف کے کردار کے آئینہ میں ان کے اخلاف کے کردار کی جھلکیاں دیکھی جاسکتی ہیں، جب ان کے اکابر کے کردار کا یہ حال ہے، تو ان کے اصاغر کے کردار کا اندازہ ناظرین کرام بخوبی لگا سکتے ہیں۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

یہ کتاب انٹرنیٹ سے ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیئے تشریف لائیں

http://www.alahnaaf.com

شائع کردہ

ادارہ خدام احناف لاھور، پاکستان

285 جی ٹی روڈ باغنپورہ، لاھور

ردِّ غیر مقلدیت پر چند معیاری کتب

مجموعہ رسائل
مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ؒ
مکمل سیٹ ۳ جلدیں قیمت 390 روپے

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام
ابو احمد نور محمد قادری تونسوی

غیر مقلدین کیلئے لمحہ فکریہ
مولانا محمد ابوبکر غازی پوری
قیمت 50 روپے

سبیل الرسول پر ایک نظر
مولانا محمد ابوبکر غازی پوری
قیمت 54 روپے

مسائل غیر مقلدین
مولانا محمد ابوبکر غازی پوری
قیمت 90 روپے

غیر مقلدین کی ڈائری
مولانا محمد ابوبکر غازی پوری
قیمت 75 روپے

احسن الکلام
(مسئلہ فاتحہ خلف الامام)
مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہٗ

الکلام المفید (مسئلہ تقلید)
مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہٗ

مقام ابی حنیفہ ؒ
مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہٗ

طائفہ منصورہ
نجات پانے والے گروہ کی نشانی
مولانا سرفراز خان صفدر مدظلہٗ

تجلیات صفدر
مولانا محمد امین صفدر ؒ

حدیث اور اہل حدیث
مولانا انوار خورشید

تحفہ اہل حدیث
ابو بلال جھنگوی

رحمت کائنات
حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی ؒ
قیمت 200 روپے

نور الصباح
مولانا حبیب الرحمٰن ڈیروی

ملنے کا پتہ **ادارہ خدام احناف** 285 جی ٹی روڈ باغبانپورہ لاہور